سرکاری رپورٹ

۹واں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کاروائی اجلاس

منعقدہ پنجشنبہ مورخہ ۱۸ جون سنہ ۱۹۸۷ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
(۱)	آغاز کاروائی۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	۱
(۲)	**وقفہ سوالات** نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات۔	۲
(۳)	اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں۔	۴۳
(۴)	تحریک استحقاق۔ (منجانب حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی) بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں اراکین صوبائی اسمبلی کو کمرا الاٹ نہ کیا جانا	۴۴
(۵)	بجٹ پر عام بحث۔	۵۰

جلد نہم ——— شمارہ سوئم

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کانواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز پنجشنبہ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۸۷ء بوقت دس بجے صبح زیر صدارت ملک محمد سرور خان کاکڑ اسپیکر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از ــــــ قاری سید حماد کاظمی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝٦٣ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝٦٤
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۔ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ۝٦٥ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝٦٦ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا
لَمْ يُسْرِفُوْا ۔ وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝٦٧ (سورۃ الفرقان)

ترجمہ ۔ اور خدائے رحمان کے بندے وہ ہیں۔ جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں ۔ اور جب جاہل لوگ ان سے الجھتے ہیں۔ تو وہ انہیں سلام کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اور جو راتیں اپنے رب کے آگے سجدے اور قیام میں گذارتے ہیں۔ اور جو دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ربّ ۔ ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ۔ بے شک اسکا عذاب چمٹ جانیوالی چیز ہے ۔ بے شک وہ بہت ہی برا مستقر۔ اور نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے ۔ اور جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں۔ نہ بخل ۔ اور اس کے درمیان کی اعتدال والی راہ اختیار کرتے ہیں۔

وقفۂ سوالات

مسٹر اسپیکر۔ اب وقفۂ سوالات ہے میں میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا سوال دریافت کریں ۔

*۴۲۹۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۷ء تک کتنے تحصیلدار براہ راست بھرتی کئے گئے ہیں تحصیلداروں کے نام اور کوائف کی ضلع وار تفصیل دی جائے ۔

وزیر اعلیٰ۔ الحاج جام میر غلام قادر خان ۔

سال ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۷ء کوئی تحصیلدار براہ راست بھرتی نہیں کیا گیا۔
سال ۱۹۸۳ء میں مندرجہ ذیل دس (۱۰) تحصیلدار بلوچستان پبلک سروس کمیشن سے بھرتی کے لئے منتخب ہوئے تھے جو دو سال کی تربیت حاصل کرنے کے بعد سال ۱۹۸۵ء میں تعینات کئے گئے ۔

نمبر شمار	نام ولدیت	متعلقہ ضلع
۱۔	مسٹر نورالحق ولد میر احمد خان	سبی
۲۔	مسٹر خدائے نظر ولد نور وزخان	کوئٹہ
۳۔	مسٹر پارہ دین ولد موسیٰ کلیم	لورالائی
۴۔	مسٹر عبدالحفیظ ولد حاجی الٰہی بخش	تربت

۵۔	مسٹر عبدالرزاق ولد علی محمد	خضدار
۶،	مسٹر احمد شاہ مری ولد میر نصیر خان	کوہلو
۷،	مسٹر لطیف حسین ولد محمد اسحاق	کوئٹہ
۸،	مسٹر عبدالرحمٰن ولد محمد اسماعیل	تربت
۹،	مسٹر شیر دل خان ولد پیر جان	چاغی
۱۰،	مسٹر غلام مصطفےٰ ولد مٹھا خان	خضدار

سال ۸۷ء میں مزید دس (۱۰) تحصیلدار برائے بھرتی پبلک سروس کمیشن سے منتخب ہونے کی توقع ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ شکریہ۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال۔

نمبر ۴۳۲۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۷ء تک پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کل کتنی آسامیاں مشتہر کی گئی ہیں اور ان آسامیوں کے لئے کن اضلاع سے کتنے امیدواروں نے حصہ لیا نیز کامیاب امیدواروں کی کل تعداد بھی بتائی جائے

(ب) کامیاب امیدواروں کو کن محکموں میں تعینات کیا گیا ہے نیز اب تک ملازمت نہ ملنے والے امیدواروں کی تفصیل بھی دی جائے

وزیر اعلیٰ۔

دریں بارہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کے اصول و قواعد کی وضاحت لازم ہے۔ حکومت بلوچستان کی چھٹی نمبر۔ SAGAD.۹/ ۸۶ SORI(۲) بتاریخ ۲۔ اگست ۱۹۸۲ء کے ذریعے بھرتی کی پالیسی اس طرح وضع کی گئی ہے۔

میرٹ	"	۲
کوئٹہ ڈویژن	"	۱
مکران ڈویژن	"	۱
قلات ڈویژن	"	۱
سبی ڈویژن	"	۱
کوئٹہ سٹی	"	۱
کوئٹہ ڈویژن	"	۱
مکران ڈویژن	"	۱
قلات ڈویژن	"	۱
سبی ڈویژن	"	۱
کوئٹہ ڈویژن		۱
		۱۲

مندرجہ بالا پالیسی کے تحت کسی بھی امیدوار کو اس کے متعلقہ ڈویژن سے ہونا لازم ہے۔ اگر کسی مخصوص ڈویژن سے امیدوار نہ مل سکے تو اس آسامی کو خالی رکھا جاتا ہے اور دوبارہ مشتہر کیا جاتا ہے تاوقتیکہ مطلوبہ امیدوار مخصوص ڈویژن سے میسر ہو پھر صوبائی حکومت اس بارے میں زونل پابندی کو منسوخ کرکے متعلقہ آسامی کو کھلے عام مقابلے کے تحت پر کرنے کی اجازت دے۔ یہ اجازت نامہ جناب صوبائی وزیر اعلیٰ صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ بلوچستان پبلک سروس کمیشن آسامیوں کے پر کرنے میں کسی طرح کی قطع و برید کرنے کا مجاز نہیں۔

جز الف ۔

۱۹۸۵ سے ۱۹۸۷ء تک جتنی آسامیاں مشتہر ہوئیں = ۹۵۲

میرٹ	کوئٹہ ڈویژن	مکران ڈویژن	قلات ڈویژن	سبی ڈویژن	کوئٹہ شہر
۲۴۲	۱۹۵	۱۷۳	۱۳۴	۱۰۸	۵۰

تعداد امیدوار جو انٹرویو میں شامل ہوئے ۱۳۸۱

کوئٹہ ڈویژن	مکران ڈویژن	قلات ڈویژن	سبی ڈویژن	کوئٹہ شہر
۳۵۴	۱۰۰	۱۶۸	۲۸۸	۳۷۱

تعداد امیدوار جن کی تعیناتی کی کمیشن کیطرف سے سفارش کی گئی ہے ۵۸۰

کوئٹہ ڈویژن	مکران ڈویژن	قلات ڈویژن	سبی ڈویژن	کوئٹہ شہر
۱۹۱	۳۹	۸۲	۱۱۶	۱۵۲

(جز ب)

محکمے جن میں تعیناتی کی سفارش کی گئی ہے۔

	نام محکمہ	تعداد امیدوار
۱	زراعت	۱۳
۲	صحت	۳۲۴
۳	خوراک	۲
۴	حیوانات	۳۱
۵	فنانس	۱
۶	ملازمتہائے عمومی ونظم ونسق	۱۷
۷	قانون	۷
۸	تعلیم	۱۱۳
۹	محنت وافرادی قوت	۲
۱۰	بہبود آبادی	۱۶
۱۱	امور داخلہ	۱
۱۲	آبپاشی وبرقیات	۱۲

۱۳	محکمہ تعمیرات و شاہرات	۱
۱۴	جنگلات	۵
۱۵	تعلقات عامہ	۶
۱۶	لوکل گورنمنٹ	۱۰
۱۷	منصوبہ بندی و ترقیات	۸
		۵۸۰

بلوچستان پبلک سروس کمیشن آسامیوں کے پر کرنے کے سلسلے میں موزوں ترین منتخب شدہ افراد کے کوائف متعلقہ محکموں کو بھیجنے تک محدود رہے تعیناتی کا حتمی فیصلہ متعلقہ محکمہ صوبائی حکومت کی منظوری کے حصول کے بعد کرتا ہے جس کا ریکارڈ متعلقہ محکمہ جات سے طلب کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! جب ہم یہاں سوال کرتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ہمیں اس سوال کا جواب بروقت دیا جائے تاکہ ہم اس کیلئے ضمنی سوال کی تیاری کر سکیں۔ جبکہ ہمیں اب سوالوں کے جواب مل رہے ہیں تو ہم اس کیلئے کیا ضمنی سوال کریں؟ جناب والا! مغربی پاکستان کی اسمبلی ممبران کے سوال و جواب کی کاپیاں ممبران کے گھر پہنچائی جاتی تھیں اور ایم پی اے اپنی تیاری کر کے آتے ۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس وقت کی کوئی قید نہیں ہے ممبران اسمبلی جس وقت اور جب بھی کسی بارے میں مجھ سے پوچھنا چاہیں تو میں اس طور پر اسکی وضاحت کرنے کو

تیار ہوں۔

مسٹر اسپیکر۔ میں تمام ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنے سوالات اسمبلی سیکریٹریٹ میں اسمبلی سیشن ختم ہوتے ہی بھیجنا شروع کردیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمبلی قواعد و انضباط کار کے مطابق سوالات اسمبلی اجلاس شروع ہونے سے پندرہ دن پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ میں پہنچنے چاہئیں۔ کیونکہ سوالات موصول ہونے پر متعلقہ محکمہ کو جواب کیلئے بھیج دیئے جاتے ہیں۔ جس کے بعد ہمیں پرنٹنگ اور دیگر کارروائی اس پر کرنا ہوتی ہے۔ عبدالکریم نوشیروانی کی بات وہ درست ہے۔ ہم بھی یہ کوشش کریں گے کہ جو سوالات ہمیں موصول ہوتے ہیں ان کے جوابات ممبران اسمبلی کے گھر بھیجے جائیں۔ تاکہ وہ اسے اسٹڈی کریں اور تیار ہوکر اسمبلی میں آئیں۔ اسکے علاوہ ممبران اسمبلی کی طرف سے یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ اسمبلی سیشن شروع ہونے سے دو دن پہلے تک اپنے سوالات اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیجتے ہیں۔ اس وجہ سے ہمارے لئے یہ بڑی مشکل ہوجاتی ہے کہ ہم اس سوال کا جواب حاصل کریں اسے پریس بھیجیں اور پھر ممبران اسمبلی کے گھر بھی جواب بھیجوائیں۔ لہذا ممبران اسمبلی کو چاہیئے کہ وہ اپنے سوالات بروقت بھیجوائیں ہم انشاءاللہ یہ کوشش کریں گے اور یہ انتظام کریں گے کہ سوالات کے جوابات آپکے گھر بھیجوائیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! شکریہ۔

آغا عبدالظاہر۔ (ضمنی سوال) جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی امیدوار کو اس کے متعلقہ ڈویژن سے ہونا لازم ہے اگر کسی مخصوص ڈویژن سے امیدوار نہ مل سکے تو اس آسامی کو خالی رکھا جاتا ہے اور دوبارہ مشتہر کیا جاتا ہے آگے لکھا ہے کہ سبی کی ۱۰۸ آسامیوں کو مشتہر کیا گیا ہے۔ اور تعداد امیدوار ۲۸۸ ہیں پبلک سروس کمیشن سے جن امیدواروں کی سفارش کی گئی ہے ان کی تعداد ۱۱۶ ہے تو پھر یہ آٹھ امیدوار خالی آسامیوں کیلئے سبی ڈویژن میں کہاں سے آئے؟

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اس کیلئے اگر معزز ممبر فریش نوٹس دیں تو میں اس سوال کا انہیں تفصیلی جواب دونگا۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! صوبہ بلوچستان میں دو ڈویژن ہیں اور بھی بن چکے ہیں۔ ہمیں ابھی تک پرانے ڈویژنوں میں شامل رکھا گیا ہے۔ یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں علیٰحدہ سیٹیں دی جائیں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اصولی طور سے ان اضلاع اور ڈویژن کے قیام ہوچکے ہیں۔ انشاءاللہ یکم جولائی سے ان ھی ترتیب سے کام کیا جائے گا۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال

*۴۳۴۔ میر عبدالکریم نوشیروانی،

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم وفاقی حکومت سے معلومات حاصل کر کے مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) محکمہ پی۔ائی۔اے میں بلوچستان کے باشندوں کا کوٹہ کس قدر ہے

(ب) اس وقت بلوچستان کے کتنے باشندے پی۔آئی۔اے میں کن کن عہدوں پر تعینات ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر اعلیٰ:۔

(الف)۔ پی۔آئی۔اے (PIA) میں بلوچستان کا کوٹہ ۳.۵ ہے۔

(ب)۔ مطلوبہ معلومات وزارت دفاع حکومت پاکستان سے طلب کیے جانے کی درخواست کی گئی ہے معلومات موصول ہونے پر اسمبلی میں پیش کر دی جائیگی۔

تاہم جیسا کہ وزارت دفاع نے بتایا ہے کہ پی آئی اے (PIA) وفاقی حکومت کا ذیلی ادارہ ہے۔ اس لئے اس سے متعلق امور پر صرف قومی اسمبلی میں بحث کی جا سکتی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! پی آئی اے قومی ادارہ ہے یہاں کے مقامی لوگوں کو بھی حق ہے کہ وہ اس ادارے میں ہوں۔

آغا عبدالظاہر۔ جناب والا! (پوائنٹ آف آرڈر) کیا سوال ۴۳۳ کا جواب آ رہا ہے یا ۴۳۴ کا۔؟

مسٹر اسپیکر۔ نوشیروانی صاحب غلط ہو گئے ہیں۔ سوال نمبر ۴۳۳ رہے ہے۔

آغا عبدالظاہر۔ یہاں پر پی آئی اے اور ایف آئی اے کا فرق ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ چونکہ سوال نمبر ۴۳۴، کا جواب مانگا گیا لہذا ۴۳۱، سوال حذف ہوگیا ہے۔ اگر جناب کی اجازت ہو تو میں ۴۳۴، کا جواب دے دوں۔

مسٹر اسپیکر! اجازت ہے۔

نمبر ۴۳۳۔ میر عبدالکریم نوشیروانی،

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم وفاقی حکومت سے معلومات حاصل کر کے مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) محکمہ ایف۔ آئی۔ اے میں بلوچستان کے باشندوں کا کوٹہ کس قدر ہے۔

(ب) اس وقت بلوچستان کے کتنے باشندے ایف آئی۔ اے میں تعینات ہیں۔ اور کن عہدوں پر فائز ہیں تفصیل دی جائے

وزیر اعلیٰ

(الف) ایف۔ آئی۔ اے (F I A) میں بلوچستان کے باشندوں کا کوٹہ کل خالی اسامیوں کا ۳،۵ ہے۔

(ب) اس وقت بلوچستان کے ۱۳۶ باشندے ایف۔ آئی۔ اے (F I A) میں تعینات ہیں جنکی عہدہ وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱	ڈپٹی ڈائریکٹر	(BPS-18)	"	۵
۲	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	(BPS-17)	"	۵
۳	انسپکٹر	(BPS-14)	"	۱۰
۴	سب انسپکٹر	(BPS-11)	"	۱۸
۵	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	(BPS-5)		۱
۶	ہیڈ کانسٹیبل	(BPS-3)		۱۶
۷	کانسٹیبل	(BPS-2)		۷۲
۸	اسسٹنٹ	(BPS-11)		۱
۹	سٹینو ٹائپسٹ	(BPS-12)		۲

۱۰	لوئر ڈویژن کلرک	(B P S - 5)	۸
۱۱	نائب قاصد/چوکیدار	(B P S - 1)	۸

میر عبدالکریم نوشیروانی ۔ (ضمنی سوال) جناب والا! ایف آئی اے میں ہر ڈویژن سے ملازم لئے گئے ہیں یا صرف کوئٹہ ڈویژن کے ہیں۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس میں پورے بلوچستان سے ملازم ہیں۔ بلوچستان کا کوٹہ ۳۵ر ہے اس میں یہ فرق نہیں ہے کہ کسی ڈویژن تحصیل ضلع کی بات نہیں ہے۔ یہ پورے بلوچستان کا کوٹہ ہے یہ تمام اضلاع سے متعلق ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی ۔ جناب افسران پبلک سروس کمیشن کے ذریعے منتخب ہوتے ہیں یا براہ راست محکمہ بھرتی کرتا ہے؟۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا! میں نے آجتک گریڈ ۱۷ اور اس سے اوپر کے ملازمین کا انتخاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتا ہے۔ وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے منتخب ہوتے ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی ۔ جناب والا! میں نے آج تک نہیں دیکھا ہے کہ بھرتی کے لئے ایف آئی اے نے کبھی درخواستیں طلب کی ہوں یہ کیسے بھرتی کر لیتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر یہ محکمہ وفاقی حکومت کا ہے ہمارے وزیر صاحبان مجبور ہیں ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ ٹھیک ہے یہ وفاقی حکومت کا محکمہ ہے مگر اس صوبہ کے عوام کا بھی تو اس پر حق ہے ۔

مسٹر اسپیکر ۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے اس کیلئے وفاقی حکومت کو چاہیئے کہ وہ اخبارات میں دے ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی ۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے لیکن یہ ادارے صوبے میں قائم ہیں ان محکموں میں بھی اس صوبے کے عوام کو موقع دیا جائے ۔

مسز فضیلہ عالیانی ۔ ہر چیز کا طریقہ کار ہوتا ہے اگر یہ اسمبلی پرائیویٹ ممبر ڈے میں ایک ریزولیشن پاس کرے اور یہ قرارداد پاس کرے جس میں وفاقی حکومت سے گذارش کی جائے کہ اس کیلئے صوبے کے ملازمین کے لئے کوٹہ مقرر کیا جائے ۔ ملازمتوں میں بلوچستان کا کوٹہ علیحدہ کر کے اسے بڑھایا جائے ۔

مسٹر اسپیکر ۔ بلوچستان کے ملازمین کے لئے ۳،۵ کا کوٹہ بہت پرانا موجود ہے اب جبکہ بلوچستان کی آبادی بڑھ چکی ہے اور بلوچستان کا کوٹہ ۵ فیصد ہو گیا ہے تاہم آپ پرائیویٹ ممبر ڈے میں ایک قرارداد کے ذریعے وفاقی

حکومت سے کہہ سکتے ہیں کہ بلوچستان کے ملازمتوں کا کوٹہ بڑھایا جائے۔ واضح رہے کہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔

مسز فضیلہ عالیانی۔ اس سے پہلے بھی ہم لوگوں نے قرارداد پاس کی تھی اگر آبادی کی بنیاد پر یا کسی اور فارمولے کے تحت ملازمین کا کوٹہ مقرر کیا جائے تو اچھا ہوگا نیز موجودہ کوٹہ کو بھی بڑھایا جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ آپ پرائیویٹ ممبرڈے میں قرارداد لائیں۔

میر محمد نصیر مینگل۔
وزیر صنعت وحرفت۔ جناب اسپیکر! یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے جو وفاقی سطح پر ہی حل ہو سکتا ہے قومی اسمبلی میں ہمارے ممبران موجود ہیں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس معاملے کو دیکھیں اور قومی اسمبلی میں یہاں کے ملازمین کے لئے آواز اٹھائیں۔ اگر ہم ان کو کہیں کہ وفاقی حکومت میں کوٹہ بڑھانے کیلئے قومی اسمبلی میں ایک ریزولیوشن پیش کریں۔ تو اس پر جلد عمل درآمد ہوگا۔ ہمارے قومی اسمبلی کے ممبران کو چاہیئے کہ وہ وہاں پر ہماری نمائندگی کریں۔

مسٹر اسپیکر۔ جیسا کہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے تو اس پر مزید بحث بھی وہاں ہو سکتی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! ملازمتوں کے سلسلے میں ایک اصول

وضع کرلیں۔ اور ایک مناسب کوٹہ کے مطابق یہ صوبے کے لوگوں کو روزگار دیں۔

میر ناصر علی بلوچ۔ (ضمنی سوال) جناب والا! ایف آئی اے اور پی آئی اے کے محکمے ہیں۔ ان میں بلوچستان کے کتنے لوگ ہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے اس سوال کے جواب کے لئے وفاقی حکومت سے رجوع کیا گیا ہے جب وہاں سے کوئی جواب ملا تو آپ کو مطلع کردیں گے۔

میر ناصر علی بلوچ۔ جناب والا! اگر یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے تو جام صاحب کیوں جواب دے رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ یہ تو وفاقی حکومت کا معاملہ ہے تاہم جام صاحب نے وفاقی حکومت کے اس ادارے کو مجبور کیا ہے اور آپ لوگوں کو جواب مہیا کیا ہے۔ لیکن یہ محکمے ان کے ماتحت نہیں ہیں آئندہ بھی جب کبھی معلومات مہیا ہوئیں وہ آپ کو پہنچادی جائیں گی۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال۔

٭۴۳۶ میر عبدالکریم نوشیروانی

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت رشوت کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں تفصیل سے آگاہ کریں۔

وزیر اعلیٰ ۔

جناب وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں رشوت ستانی کے خاتمہ کے لیے ضلعی مجلس نگران تشکیل کی گئی ہیں جن کے چیئرمین متعلقہ اضلاع کے منتخب ممبران صوبائی اسمبلی ہیں صوبہ میں ضلع مجالس کی فہرست درج ذیل ہے اب یہ منتخب ممبران اسمبلی (M.P.A صاحبان) کا کام ہے کہ رشوت ستانی کی روک تھام کریں اور ترقیاتی اسکیموں کے عمل درآمد کا جائزہ لیں اب تک کسی ایم پی اے صاحب نے اس کام کی طرف توجہ نہیں دی ۔

ضلع نگران کمیٹی کی فہرست

ضلع کوئٹہ

۱۔ جناب گل زمان کاسی
۲۔ جناب آبادان فریدون آبادان
۳۔ جناب سردار شاہ علی
۴۔ جناب بشیر مسیح
۵۔ ڈاکٹر مس نورجہان پانیزئی
۶۔ ڈپٹی کمشنر کوئٹہ بطور ممبر / سیکریٹری
۷۔ ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے بلوچستان کوئٹہ
نمائندہ ایف آئی اے
۸۔ انسپکٹر سرکل آنیریڈ نیٹی کمپلیشن کوئٹہ ۔
(نمائندہ اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ)

ضلع پشین

۱۔ سردار خیر محمد خان ترین۔
۲۔ جناب نصیر احمد باچا۔
۳۔ ڈپٹی کمشنر پشین بطور ممبر/سیکرٹری
۴۔ سب انسپکٹر ایف۔آئی۔اے چمن ضلع پشین
(نمائندہ ایف۔آئی۔اے)

ضلع لورالائی

۱۔ جناب عصمت اللہ خان موسیٰ خیل
۲۔ ڈپٹی کمشنر لورالائی بطور ممبر/سیکرٹری

ضلع ژوب

۱۔ جناب حاجی محمد شاہ مردان زئی
۲۔ جناب شیخ ظریف خان مندوخیل
۳۔ پولیٹیکل ایجنٹ ژوب بطور ممبر/سیکرٹری

ضلع چاغی

۱۔ جناب عبد محمد نوتیزئی
۲۔ پولیٹیکل ایجنٹ چاغی بطور ممبر/سیکرٹری
۳۔ انسپکٹر ایف۔آئی۔اے ضلع چاغی
(نمائندہ ایف۔آئی۔اے)

ضلع سبی

۱۔ میر نور احمد خان مری
۲۔ ڈپٹی کمشنر سبی بطور ممبر/سیکرٹری
۳۔ سب انسپکٹر، سب سرکل آفیسر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ سبی
(نمائندہ اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ)

ضلع کوہلو ۱۔ جناب یار محمد رند

ضلع ڈیرہ بگٹی ۱۔ ۱۔ جناب رسول بخش لہڑی

ضلع زیارت ۱۔ سردار نواب خان ترین چیئرمین ایم پی اے
۲۔ ڈپٹی کمشنر زیارت بطور ممبر/سیکریٹری

ضلع نصیر آباد ۱۔ جناب اقبال احمد خان کھوسہ۔
۲۔ میر فتح علی عمرانی
۳۔ ڈپٹی کمشنر نصیر آباد بطور ممبر/سیکریٹری۔

ضلع کچھی:۔ ۱۔ سردار دینار خان کرد۔
۲۔ جناب ذوالفقار علی مگسی۔
۳۔ سردار تاج محمد رند
۴۔ ڈپٹی کمشنر کچھی بطور ممبر/سیکریٹری

ضلع قلات:۔ ۱۔ میر احمد خان زہری
۲۔ ڈپٹی کمشنر قلات بطور ممبر/سیکریٹری

ضلع خضدار:۔ ۱۔ میر عبدالمجید بزنجو۔
۲۔ ڈپٹی کمشنر خضدار بطور ممبر/سیکریٹری
۳۔ سب انسپکٹر/سب سرکل آفیسر، اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ خضدار
(نمائندہ اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ)

ضلع خاران:۔ ۱۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔
۲۔ بیگم بلقیس شہباز۔
۳۔ ڈپٹی کمشنر خاران بطور ممبر/سیکریٹری۔

ضلع تربت:- ۱- جناب محمد علی رند۔
۲- ڈپٹی کمشنر تربت بطور ممبر اسیکرٹری۔

ضلع پنجگور:- ۱۔ جناب ناصر علی بلوچ۔
۲۔ڈپٹی کمشنر " پنجگور بطور ممبر اسیکرٹری

ضلع گوادر:- ۱- جناب عبدالغفور بلوچ
۲- ڈپٹی کمشنر گوادر بطور ممبر اسیکرٹری
۳- انسپکٹر ایف آئی اے گوادر
(نمائندہ ایف آئی اے)

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! رشوت ستانی کی روک تھام کے لئے صرف ایم پی اے یا چیئرمین کافی نہیں ہیں۔ یہ انتظامیہ کا بھی فرض ہے جو محکمہ کا سربراہ ہے وہ اپنے محکمے کی نگرانی کرے۔ اور جب کبھی اس کے محکمے میں غبن ہو تو آپ اس کے لئے محکمے کے سربراہ کو ذمہ دار ٹھیرائیں۔ اس کو پکڑیں۔ ایسا نہ ہو کہ چھوٹے کو پکڑیں اور بڑوں کو نہ پکڑیں۔

وزیر اعلیٰ۔ معزز رکن پھر کسی کی سفارش نہ کریں۔ کسی کی سفارش نہیں مانی جائے گی۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! سوال ۳۶۴ کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ کسی ایم پی اے نے کام نہیں کیا ہے اور کسی اسکیم پر عمل درآمد

نہیں کیا ہے اس جواب میں جب یہ بتا دیا گیا ہے کہ ان کمیٹیوں نے کام نہیں کیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وجود ختم ہوگیا ہے جام صاحب بتائیں گے کہ ان کیلئے آئندہ کیا لائحہ عمل ہوگا۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا! اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو کمیٹی قائم کی گئی ہے وہ ختم ہوچکی ہے ایم پی صاحب نے شاید کوئی ایسی کرپشن نہیں دیکھی ہوگی ورنہ وہ ضرور اپنی رپورٹ پیش کرتے میں سمجھتا ہوں ایسی بات نہیں یہ میرا اندازہ ہے۔

مسٹر راجن داس بگٹی - (ضمنی سوال) جناب والا! میں جام صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا جام صاحب نے اس طرف توجہ دی ہے یہ جو ضلعی کمیٹیاں انٹی کرپشن کی قائم کی گئی ہیں۔ اس لسٹ میں کوہلو ڈیرہ بگٹی اور خضدار کے نام نہیں ہیں آپ ملاحظہ فرمائیں لسٹ میں نہیں دیا گیا۔ میں جام صاحب سے استفسار کروں گا واضح طور جواب میں کہا گیا ہے کہ ان کمیٹیوں میں منتخب ممبروں کو لیا گیا ہے ڈیرہ بگٹی اور خضدار کے منتخب نمائندے یہاں موجود ہیں انکو کیوں نہیں لیا گیا؟ کیا وہ اس لائق نہیں کہ انہیں کمیٹیوں میں لیا جاتا؟

مسٹر اسپیکر - ضلع کوہلو کا اسمیں ذکر نہیں ہے۔ کیا جام صاحب اسکا جواب دیں گے؟

وزیر اعلیٰ - جناب اسپیکر! میں اس کے متعلق آپکو بتلانا چاہتا ہوں کہ ان کمیٹیوں کا تقرر خاص مقاصد کیلئے کیا گیا ہے ان کے ممبر پارلیمانی بورڈ سے منتخب کئے گئے ہیں اگر معزز ممبر بھی پارلیمانی بورڈ کا رکن بننا چاہتے ہیں تو ....

میر محمد نصیر مینگل وزیر صنعت و حرفت۔ جناب والا! جہانتک ضلع خضدار کا تعلق ہے اس میں وہاں سے عبدالمجید بزنجو صاحب منتخب نمائندے ہیں جو اس کمیٹی میں موجود ہیں یہاں ہم خضدار کے چار ممبر ہیں۔

مسٹر ناصر علی بلوچ۔ جناب اسپیکر! ہمارے ایم پی اے صاحبان ان کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں جیسا کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ اب یہ منتخب ممبران اسمبلی (ایم پی اے) کا کام ہے کہ رشوت ستانی کی روک تھام کریں اور ترقیاتی اسکیموں کے عمل درآمد کا جائزہ لیں ابتک کسی ایم پی اے صاحب نے اس کام کی طرف توجہ نہیں دی۔

جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں یہاں پر جان بوجھ کر ایم پی اے کا نام دیا گیا ہے مثلاً جبکہ کوہلو میں تشکیل کیگئی کمیٹی کے چیئرمین یار محمد رند سینیٹر ہیں۔ اور اسی طرح رسول بخش لہڑی صاحب ہیں آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ کمیٹی کے سربراہ نے اس طرف توجہ نہیں دی۔

آغا عبدالظاہر۔ مسٹر اسپیکر! جام صاحب نے واضح طور پر بتادیا ہے کہ بیان کردیا ہے جو ممبر مسلم لیگ میں نہیں ہیں اسمیں شامل نہیں ناصر صاحب مزید اس کو کیوں چھیڑنا چاہتے ہیں؟۔

مسز فضیلہ عالیانی۔ جناب اسپیکر صاحب! پارٹی کا جو فیصلہ ہوتا ہے یقیناً مناسب ہوتا ہے اور سب کو ماننا پڑتا ہے۔ جیسا جام صاحب نے فرمایا ہے کہ پارلیمانی بورڈ کی تجویز کے تحت کمیٹیاں بنائی گئی ہیں لیکن میری تجویز ہوگی کہ اس کی کارکردگی میں مزید بہتری کیلئے اور کرپشن کو سختی سے ختم کرنے کیلئے اور جیساکہ واقعی ہم بدعنوانی کو ختم بھی کرنا چاہتے

ہیں اگر کمیٹیز میں تبدیلی لائیں تو میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا بلکہ اس سلسلہ میں میں نے وزیر اعظم صاحب کو ایک ورکنگ پیپر پیش کیا تھا جب وہ گزشتہ سال دورے پر تشریف لائے تھے اور اس کے علاوہ ایک آدھ ممبر سے زبانی بات بھی کی ہے کہ ان کمیٹیوں میں ایسے لوگ لائے جائیں جن کی شہرت اچھی ہے۔ ان میں کوئی گورنمنٹ نہ ہو۔ بلکہ ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر بھی شامل نہ کئے جائیں۔ جناب والا! یہ میری تجویز ہے۔ ہمارے ہاں ہر ضلع میں بہت سے سوشل ورکر ہیں جن کا کردار اور عمل صاف ستھرا رہا ہے۔ اگر ان کمیٹیوں کی تشکیل نو پر غور کیا جائے اور سر جوڑ کر مل بیٹھ کر ان کمیٹیوں کی ازسر نو تشکیل کی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اسکے خاطر خواہ نتائج ضرور برآمد ہونگے۔ جناب والا! بہر حال چونکہ یہ پارٹی کا فیصلہ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ایم پی اے صاحبان کے اور بہت کام ہیں اگر عوامی نمائندوں کو بھی لیا جائے۔ نیز ایسے حلقوں سے جن کا واسطہ حکومت سے نہیں ہے لوگوں کو لیا جائے ایسے افراد ہر ضلع میں موجود ہیں اگر دوبارہ غور کر کے اقدامات کیئے جائیں تمام ممبران جنہوں نے سوال کیا اس سے انکی تسلی بھی ہو سکتی ہے اور کارکردگی بھی بہتر بنائی جا سکتی ہے ایسی کمیٹیوں کی تشکیل کو اسمبلی کی منظوری کیلئے پیش کرنا ضروری ہے۔ جناب والا! میں اس سلسلہ میں اپنی خدمات بھی پیش کر سکتی ہوں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔ میں اپنی بہن سے گزارش کرونگا کہ اپنی تجویز پارلیمانی بورڈ میں پیش فرمائیں۔ ممبران اسمبلی بھی اس سے استفادہ کریں۔ اگر وہ مناسب سمجھیں کہ یہ تجویز صحیح ہے تو اس کو انشاءاللہ اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

مسٹر اسپیکر۔ میرے خیال میں جام صاحب اسمبلی کی اسٹڈی کمیٹی بنائیں

چاہیے اگلے اجلاس میں یا جب آپ مناسب سمجھیں یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ تاکہ یہ کمیٹی کرپشن کے خاتمے کے بارے میں تجاویز دے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اگر وزراء اور ممبران اسمبلی اس میں ردو بدل چاہتے ہیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب اسپیکر! جیسا ناصر بلوچ صاحب نے فرمایا کہ ایم پی اے صاحبان کمیٹیوں کے سربراہ ہوتے ہیں۔ جناب والا! اگر دوبارہ کمیٹی تشکیل دی جائے میرے خیال میں یہ تو ٹریفک بڑھانے والی بات ہوگی اس طرح تو رشوت کے دروازے مزید کھل جائیں گے بجائے اس کے کہ باہر کے لوگ لائیں اور گند مچائیں میری تجویز ہے کہ ایم پی اے صاحبان جائیں دورے کریں اور کارکردگی دیکھیں تحقیقات کریں۔ اسکے علاوہ وہاں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ہیں......

مسٹر اسپیکر۔ میرے خیال میں یہ بات اس سوال سے متعلق

وزیر اعلیٰ۔ جناب اسپیکر! میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ انہوں نے جواب پڑھنے کی تکلیف گوارہ نہیں کی ہے۔ وہ ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ کوئٹہ سے مثلاً گل زمان کاسی مسٹر فرید ون آبادان فریدون سردار نثار علی، مسٹر شبیر مسیح ہیں۔ یہ کمیٹی ہے۔ یہ اپنا چیئرمین منتخب کریں گے اب یہ کمیٹی کا کام ہے کہ تحقیقات کرے۔ سڑکوں ہسپتالوں، شفا خانوں اور دیگر محکموں اور شعبوں میں جائیں نہ صرف یہ

بلکہ صوبہ میں ہونے والے دیگر غیر ترقیاتی کاموں کا معائنہ بھی فرمائیں اور اس کے بعد حکومت کو صحیح صورت حال کے متعلق اپنی رپورٹ کے ذریعہ آگاہ کریں تاکہ حکومت اقدامات کرے۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ کمیٹی میں ترمیم یا ردوبدل کرنا ممبران اسمبلی کا استحقاق ہے وہ جس وقت بھی چاہیں اسمیں تبدیلی کر سکتے ہیں۔

مسٹر بشیر مسیح - جناب والا! جہاں تک انٹی کرپشن کی ضلعی نگران کمیٹی کا تعلق ہے کوئٹہ ضلع کمیٹی کے پاس تین چار کیس آئے۔ اس میں مشکل یہ ہے کہ درخواست دہندہ کمیٹی کے سیکرٹری کو درخواست دیں۔ کمیٹی کے سیکرٹری ڈی سی صاحب ہیں۔ بہت کم لوگ ڈڈکر کسی محکمہ کے خلاف درخواست دیتے ہیں۔ ہمارے پاس پچھلی مرتبہ دو تین درخواستیں آئیں تھیں آبادان صاحب اس کے چیئرمین ہیں ہم نے تفتیش کی انٹی کرپشن کو معاملہ پیش ہوا اس شخص کو بلایا گیا جس کا تعلق اس کیس سے تھا۔ اس کو باقاعدہ پیش کیا گیا معاملہ ٹھیک ٹھاک تھا کوئی ایسی بات نہیں تھی جو اس شخص کے ذمہ آتی یہ بات نہیں ہے کہ ضلعی نگران کمیٹی کام نہیں کر رہی ہے۔ ضلع کوئٹہ میں جب بھی کوئی درخواست آتی ہے۔ چاہے وہ خفیہ ہو ہم اس پر تحقیقات کرتے ہیں۔ اور محکمہ سے پوچھتے ہیں تاکہ وہ ہمیں صحیح صورتحال بتائے۔

۴۷۔ میر ذوالفقار علی مگسی،

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیشہ وارانہ میڈیکل اور انجینئرنگ سیٹوں کے علاوہ ملازمتوں میں لوکل

اور ڈومیسائل کی بنیاد پر آبادی کے تناسب سے کوٹہ مقرر کرنے کے لئے حکومت نے گزشتہ سال کیبنٹ کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی ۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمیٹی نے اپنی سفارشات یکم اپریل ۱۹۸۶ء کو کابینہ کو پیش کردی تھی اور کابینہ نے یکم دسمبر ۱۹۸۶ء کو مذکورہ سفارشات منظور کرکے اس سلسلے میں درج ذیل نوٹیفکیشن کی روشنی میں رولز تیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

(ا) نوٹیفکیشن بابت مقرر کردہ تناسب لوکل و سیٹلر برائے داخلہ پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں و ملازمت ہائے

(اا) نوٹیفکیشن بابت اجرار ڈومیسائل سرٹیفکیٹ بجائے سیٹلر سرٹیفکیٹ رولز (سیٹلر پرمننٹ سرٹیفکیٹ رولز)

(ااا) بلوچستان میں پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں اور ملازمتوں میں لوکل اور سیٹلر کا تناسب بالترتیب ۹۰ فیصد اور ۱۰ فیصد ہوگا

(اااا) لوکل اپنے تناسب کے لحاظ سے مروجہ طریقے پر آپس میں مقابلہ کریں گے جبکہ سیٹلرز صوبائی سطح پر آپس میں مقابلہ کریں گے اسی طرح سے وفاقی ملازمتوں میں بھی اسی تناسب سے نمائندگی دی جائے گی۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک اس اہم مسئلہ کو پچھلے سات ماہ سے التواء میں رکھے جانے کی کیا وجوہات ہیں۔

جواب موصول نہیں ہوا۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال نمبر ۷۷۴، میر ذوالفقار علی مگسی صاحب کا ہے۔

میر ذوالفقار علی مگسی۔ جام صاحب اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ ؟

وزیر اعلیٰ۔ اس سوال کا جواب میرے پاس آیا ہے۔

میر فتح علی عمرانی۔ جناب والا! ہمارے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب اس سوال کے بارے میں میں یہ کہونگا کہ ہمیں بہت پہلے اس سوال کا نوٹس ملا تھا۔ میرے خیال میں اس کا جواب صرف جام صاحب کے پاس ہوگا۔ اسمبلی میں اس کا جواب نہیں آیا یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں جام صاحب سے گذارش کرونگا کہ وہ آئندہ اس کا پورا جواب ۲۲، جون کے اجلاس میں دیں تاکہ ممبران حضرات کو اس بات کا علم ہوجائے کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اس بارے میں آپ کو یہ تبلانا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ پہلے بھی اسمبلی میں پیش ہوا تھا۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے اس کیلئے میں معزز رکن کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اس معاملے پر پوری کارروائی کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ معزز رکن اپنے اس سوال پر زیادہ زور نہیں دیں گے۔

میر ذوالفقار علی مگسی۔ جناب اسپیکر۔ ہمارا سوال ۵ رمئی کو اسمبلی میں بھیجا گیا تھا۔ آج ۱۸ر جون ہے مجھے تو کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ اس سوال کا جواب کہاں ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ میرے خیال میں جام صاحب اس کا جواب دے دیں۔

میر ذوالفقار علی مگسی۔ جناب والا! کم از کم ہاؤس کو تو جواب معلوم ہو کہ اس سوال پر کیا ہو رہا ہے۔ یا کمیٹی کے ممبران تبلائیں اس پر کیا ہو رہا ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اس پر جو ہاؤس چاہے گا وہی ہوگا۔ میں اس پر معلومات حاصل کر رہا ہوں جب اسمبلی کے سامنے اس کا جواب پیش ہو گا تو اس پر اسمبلی کے ممبران جیسا چاہیں گے کمی یا اضافہ ویسا ہی ہوگا۔ اور یہاں جو فیصلہ ہوگا اس کی ہم پابندی کریں گے۔

آغا عبدالظاہر۔ جناب اسپیکر وزیر اعلیٰ صاحب کیا یہ تبلائیں گے کہ یہ کب تک اس ایوان میں پیش ہوگا۔ کوئی فیکس ڈیٹ آپ بتا سکتے ہیں؟ یہ کوٹہ کا اہم مسئلہ ہے کب آئے گا پتہ نہیں ہمارے دور میں آئے گا نہیں آئے گا لہٰذا کوئی تاریخ دے دیں کہ کب تک آئے گا۔

وزیر اعلیٰ۔ اللہ ہمارے ممبران کو سلامت رکھے۔ آپ ہی کی زندگی میں انشاءاللہ آئے گا۔

میر ذوالفقار علی مگسی۔ جناب والا! مجھے ابھی اس کا جواب ملا ہے کہ کمیٹی کی سفارشات زیر غور ہیں۔ اور اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ فیصلہ ہو چکا ہے کمیٹی نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ اگر اس کے بارے میں کمیٹی کا کوئی ممبر اُٹھے اور تفصیل بتا دے تو بہتر ہوگا۔

مسٹر اسپیکر۔ میرے خیال میں کمیٹی کے ممبران کا استحقاق نہیں بنتا ہے۔ آپ نے سوال پوچھا ہے کیا آپ اس سوال پر زور دینا چاہتے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب آئندہ اجلاس ۲۲ جون کو اس کا جواب ایوان میں دیں کہ ممبر کا استحقاق ہے۔

میر ذوالفقار علی مگسی۔ جناب اسپیکر مجھے اس سوال کا تفصیلی جواب چاہیئے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے میر صاحب سے کہا تھا اور اس بات کو انہوں نے مانا بھی تھا۔ اگر وہ اس بات پر زیادہ زور دیتے ہیں تو آئندہ اس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائیگی۔

میر ذوالفقار علی مگسی۔ یہ رپورٹ کب تک پیش کریں گے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا پہلے میں اس رپورٹ کو آپکے سامنے پیش کروں گا اگر آپ مطمئن ہو گئے تو میں پھر اسے اسمبلی کے سامنے پیش کروں گا۔

میر ذوالفقار علی مگسی۔ جناب کیا اسی سیشن کے دوران ؟

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اسی سیشن کے دوران ۔

مسٹر اسپیکر۔ تاریخ کا تعین کرنا اسپیکر کا کام ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو

مطلع کروں گا کہ وہ اس سوال کا جواب کس دن ایوان میں پیش کریں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اس کیلئے میں پارلیمانی بورڈ کا اجلاس بلاوں گا۔ کیونکہ یہ معاملہ پہلے بھی پیش ہوا تھا۔ اس پر کچھ تجویزیں حکومت کی طرف سے بھی آئیں تھیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی کچھ تجویزیں معزز اراکین کے سامنے رکھیں تھیں۔ یہی تجاویز دوبارہ پارلیمانی بورڈ کے سامنے رکھونگا۔ کمیٹی کی سفارشات اور کیبنٹ کی اپروول تمام پارلیمانی بورڈ کے سامنے رکھونگا۔ پھر انہوں نے جو تاریخ مقرر کی۔

مسٹر اسپیکر۔ یہ اسمبلی ہے پارلیمانی بورڈ نہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ جہاں پر جماعت کی حکومت ہوتی ہے وہاں پر ایک پارلیمانی بورڈ ہوتا ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب آپ اپنے پارلیمانی بورڈ میں جو بھی فیصلہ کریں بہر حال یہاں پر آپ نے سوال کا جواب دینا ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! جلد ہی وہاں پر فیصلہ ہونے کے بعد ہم یہاں پر اس کا جواب پیش کریں گے۔

مسٹر اسپیکر۔ ٹھیک ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی ہے۔ اب اگلا سوال دریافت کیا جائے۔

*۵۲۲۔ ذوالفقار علی مگسی

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) صوبہ بلوچستان کے تمام محکموں میں ۱ تا ۲۲ گریڈ کے سرکاری ملازمین کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) ان ملازمین میں بلوچ، پٹھان، ڈومیسائل اور دیگر صوبوں سے آئے ہوئے ملازمین کی تعداد اور عہدوں کی تفصیل بھی بتلائی جائے۔

وزیر اعلیٰ۔

(الف) صوبہ بلوچستان کے تمام محکموں میں گریڈ ۱ تا ۲۲ کے سرکاری ملازمین کی تعداد ۸۰۶۱۵ ہے تفصیل درج ذیل ہے۔

(ب) ملازمت کے قواعد کے مطابق ملازمین کے ریکارڈ میں صرف اس امر کا اندراج کیا جاتا ہے۔ کہ آیا متعلقہ سرکاری ملازم مقامی ہے یا غیر مقامی۔ مذکورہ ریکارڈ میں سرکاری ملازم کے بلوچ یا پٹھان ہونے سے متعلق کوئی اندراج نہیں کیا جاتا۔ اندریں حالات سوال کی شق "ب" کے جواب کی فراہمی کے لئے جملہ سرکاری ملازمین سے فرداً فرداً دریافت کیا جانا ضروری ہے مطلوبہ معلومات تمام محکموں سے حاصل کی جارہی ہیں اور موصول ہونے پر جلد از جلد اسمبلی میں پیش کر دی جائینگی۔

گریڈ/اسکیل	تعداد ملازمین
بی پی ایس ۱۔	۲۶۰۲۹
" " ۲۔	۱۲۰۳۰
" " ۳۔	۳۳۱۹
" " ۴۔	۲۳۹۱
" " ۵۔	۶۲۶۰
" " ۶۔	۴۳۸۰

″	″	-۷	۸۳۶۷
″	″	-۸	۸۲۸
″	″	-۹	۴۱۱۲
″	″	-۱۰	۲۰۵۵
″	″	-۱۱	۲۴۱۰
″	″	-۱۲	۱۱۶۸
″	″	-۱۳	۳۶
″	″	-۱۴	۸۱۷
″	″	-۱۵	۱۳۴۶
″	″	-۱۶	۱۲۵۰
″	″	-۱۷	۳۰۷۰
″	″	-۱۸	۵۴۱
″	″	-۱۹	۱۴۳
″	″	-۲۰	۵۵
″	″	-۲۱	۷
″	″	-۲۲	۱

آغا عبدالظاہر:۔ (ضمنی سوال) جناب والا! جب چپراسی تک کو بھرتی کیا جاتا ہے تو اس کے لئے لوکل ڈومیسائل سرٹیفکیٹ مانگا جاتا ہے۔ اس لوکل اور ڈومیسائل سرٹیفکیٹ میں ہوتا کیا ہے! اس میں یہ درج نہیں ہوتا کہ وہ بلوچ ہے پٹھان ہے آیا ڈومیسائل ہے کیا ہے۔ اس سرٹیفکیٹ میں لکھا کیا ہوتا ہے! اور اس کی ضرورت کیا ہوتی ہے؟۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! جب پوچھا گیا ہے تو میں یہ عرض کرونگا کہ لوکل اور

ڈومیسائل میں بہت فرق ہوتا ہے ۔ڈومیسائل کچھ اور ہے اور لوکل کچھ اور ہے آپ فکر مت کریں آپ کو پوری تفصیل دی جائے گی ۔ کہ آیا وہ بلوچ ہیں پٹھان ہیں یا سیٹلر ہیں ان کا نام کیا ہے باپ کا نام کیا ہے کہاں کا رہنے والا ہے ۔ اور اس وقت کہاں رہ رہا ہے انشاءاللہ پوری تفصیل اس ایوان کے سامنے پیش کروں گا ۔

آغا عبدالظاہر ۔ جناب والا ! ہم آپ سے پوچھیں گے کہ اس کا جواب کب تک ایوان میں آئے گا ۔ آپ تاریخ فیکس کر دیں ۔

مسٹر اسپیکر ۔ ہم اس کی تاریخ مقرر کریں گے اور جام صاحب کو مطلع کر دیں گے ۔ اگلا سوال مسٹر اقبال احمد کھوسہ صاحب کا ہے ۔

۴۸۶* مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ لیویز فورس کو کب مستقل کیا گیا اس دوران ضلع نصیر آباد میں کتنا لیویز عملہ بھرتی کیا گیا ان کے نام ولدیت سکونت وغیرہ کیا ہیں نیز عملے کی بھرتی کے لیے کیا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے ۔ تفصیلات سے آگاہ کیا جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔

لیویز فورس کو یکم جولائی سنہ ۱۹۸۶ء سے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ۱۵-۱۰۱/ج ۷ ط-۸۶/ ۳۵ - III (R) FD مورخہ ۴ جنوری سنہ ۱۹۸۷ء مستقل کیا گیا ہے ۔ عملہ لیویز کی بھرتی کے لئے مروجہ طریقہ اختیار کیا گیا اور اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو کہ ذیل ممبران پر مشتمل تھی ۔

۱ ۔ ڈپٹی کمشنر نصیر آباد چیئرمین

۲ ۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ممبر

۳۔ اسسٹنٹ کمشنر پٹ فیڈر ممبر

بھرتی کیوقت ۳۹۶ افراد سے انٹرویو لیا گیا جن میں سے ۴۰ افراد کی تقرری عمل میں لائی گئی یہ تقرری ذاتی صلاحیت اور قومیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی بھرتی کئے گئے عملہ کی فہرست درج ذیل ہے۔

لسٹ لیویز عملہ جو کہ ایریا پٹ فیڈر سب ڈویژن (تحصیل ڈیرہ مراد جمالی سب تحصیل چھتر اور سب تحصیل تمبو) سے بھرتی کیا گیا۔ سب ڈویژن اوستہ محمد جھٹ پٹ "اے" ایریا ھیں۔ اس لئے بھرتی ان سب ڈویژن سے نہیں کی گئی۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	قومیت	پتہ
۱	محمد پنجل	خدا بخش	بھنگر	کلی چھتر
۲	الہی بخش	مولا بخش	بنگلزئی	ڈیرہ مراد جمالی
۳	سکندر	دودا خان	رخشانی	//
۴	مراد شاہ	امیر شاہ	کہیری	چھتر
۵	فتح محمد	علی شاہ	//	//
۶	عبدالنبی	عبدالوہاب	بنگلزئی	ڈیرہ مراد جمالی
۷	محمد ابراہیم	محمد عمر	//	//
۸	بادین	میر گل	مینگل	//
۹	لیاقت علی	فتح محمد	جتک	//
۱۰	عظمت	امام بخش	لاشاری	//
۱۱	دولت	محراب	کھوسہ	میر حسن چھتر
۱۲	علی نواز	رحمت اللہ	عمرانی	تمبو
۱۳	عبداللطیف	میاں خان	جتک	//

۱۴	میر احمد	مولا بخش	عمرانی	ڈیرہ مراد جمالی
۱۵	رحم دل	رستم خان	عمرانی	ڈیرہ مراد جمالی
۱۶	عبدالرشید	در محمد	کانگھیہ	//
۱۷	عبدالحمید	محمد امین	پرکانی	//
۱۸	دین محمد	محمد عمر	//	//
۱۹	عطر خان	علی نواز	رند	//
۲۰	ذوالفقار علی	سکندر	کھوسہ	بیدار ڈیرہ مراد جمالی
۲۱	رحمت اللہ	محمود خان	//	میروا //
۲۲	راجا خان	عبداللہ	رند	منگولی //
۲۳	قادر بخش	محمد اسماعیل	جتک	بیدار //
۲۴	چاکر	پیارا خان	//	بالا تمبو
۲۵	بھورل	کریم بخش	جمالی	ڈیرہ مراد جمالی
۲۶	صحبت	محمد اسحاق	کٹوہر	مانجھوئی
۲۷	سہراب	میرزا خان	ماچھی	ڈیرہ مراد جمالی
۲۸	سلطان	محمد امین	رند	//
۲۹	علی خان	دلیل شاہ	کھیری	چھتر
۳۰	صفدر	خدا بخش	سامت (جالوٹ)	//
۳۱	دیدار علی	حاجی عزت	رند	منگول
۳۲	حسین بخش	خیر بخش	عمرانی	تمبو
۳۳	دھنی بخش	امام بخش	لاشاری	ڈیرہ مراد جمالی
۳۴	پیران ڈتہ	سونا خان	گولہ	منجو شوری
۳۵	غلام علی	حاجی آدم خان	جتک	ڈیرہ مراد جمالی
۳۶	دلمراد	میر جان	شر	شوری شر

۳۷ محمد ابراہیم	عبدالکریم	مینگل	منجو شوری
۳۸ داوت خان	احمد خان	زہری	"
۳۹ اللہ بخش	صالح محمد	کپیر رند	"
۴۰ شفیع محمد	بہادل خان	پنجاری	"

مسٹر محمد اقبال احمد خان کھوسہ۔ (ضمنی سوال) جناب والا لیویز کو یکم جولائی سے مستقل کیا گیا ہے پہلے سے جو لیویز کا عملہ ملازم تھا ان کو کیا مراعات دی گئی ہیں۔؟ اور جو بوڑھے ہیں ان کو پنشن میں کیا مراعات دی گئی ہیں کیا اس نوٹیفکیشن سے کچھ اور مراعات بھی دی گئی ہیں۔؟

وزیر اعلیٰ۔ آپ جب اس نوٹیفکیشن کو پڑھیں گے تو، ان بوڑھے افراد کو جو سہولیات دی گئی ہیں وہ بھی معلوم ہو جائیں گی اس میں سب مراعات کی تفصیل دی گئی ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ اگلا سوال پھر کھوسہ صاحب کا ہے۔

*** ۴۸۷ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ**

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران نصیر آباد میں کتنی چوری، ڈکیتی، قتل وغیرہ کی وارداتیں ہوئیں اور کتنے مجرم گرفتار ہوئے اور کن کو کس قدر سزا دی گئی اور کس قدر ناجائز اسلحہ ضبط کیا گیا اور کس قدر مسروقہ مال برآمد کر کے واپس مالکان کو دیا گیا تھانہ وار تفصیل دی جائے۔

وزیراعلیٰ۔

تھانہ وار تفصیل مذکورہ جرائم ذیل گوشوارہ جات الف تا ص میں ملاحظہ فرمادیں۔
محکمہ ہٰذا نے یہ تفصیل یکم جنوری ۱۹۸۶ء تا ۳۱ مئی ۱۹۸۷ء (۱۷ ماہ) گوشوارہ جات میں مہیا کی ہیں۔

تفصیل جرائم، چوری، ڈکیتی، قتل و پکڑی گئی ناجائز اسلحہ نصیر آباد برائے عرصہ ۸۷-۱۹۸۶ء

(الف)

نام تھانہ	قسم جرائم	کل مقدمات جو درج ہوئے	کل مقدمات جو فیصلہ ہوئے	تعداد ملزمان جو گرفتار ہوئے	تعداد ملزمان جنکو سزا ہوئی	کل مالیت مسروقہ مال جو برآمد کرکے مالکان کے حوالہ کیا گیا	ناجائز اسلحہ جو ضبط کیا گیا
جھٹ پٹ	چوری	۲۵	-	۳۱	-	۱۸۵۰۷۴ روپے	(۱) شاٹ گن = ۴۰
″	ڈکیتی	۲	-	۴	-	۱۸۹۷۵ روپے	(۲) رائفل = ۷
″	قتل	۱۳	-	۱۵	-	-	(۳) پستول = ۱
							(۴) ریوالور = ۳
							(۵) کلاشنکوف = ۱
							(۶) تلوار/چاقو = ۱

(ب)

نام تھانہ	قسم جرائم	کل مقدمات جو درج ہوئے	کل مقدمات جو فیصلہ ہوئے	تعداد ملزمان جو گرفتار ہوئے	تعداد ملزمان جنکو سزا ہوئی	کل مالیت مسروقہ مال جو برآمد کرکے مالکان کے حوالہ کیا گیا	ناجائز اسلحہ جو ضبط کیا گیا
اوستہ محمد	چوری	۱۷	-	۲۵	-	۱۳۶۲۸۷ روپے	(۱) شاٹ گن = ۱۴
″	ڈکیتی	-	-	-	-	-	(۲) رائفل = ۳
″	قتل	۲۱	۱	۲۳	-	-	(۳) پستول = ۳
							(۴) ریوالور = ۳
							(۵) کلاشنکوف = -
							(۶) تلوار/چاقو = -

(ج)

باغ ٹیل	چوری	۵	-	-	-	۱۲۶۵۰ روپے	(۱) شاٹ گن = ۱۵
"	ڈکیتی	.	-	-	-	-	(۲) رائفل = ۱
"	قتل	۱۲	-	۱۴	-	-	(۳) پستول = ۲
							(۴) ریوالور = ۲
							(۵) کلاشنکوف = -
							(۶) تلوار/چاقو = -

(د)

کیٹل فارم	چوری	۳	-	۲	-	۱۳۰۰ روپے	(۱) شاٹ گن = ۶
	ڈکیتی	۱	-	۵	-	۲۳۵۰۰۰ روپے	(۲) رائفل = ۶
	قتل	۶	۱	۷	-	-	(۳) پستول = ۲
							(۴) ریوالور = -
							(۵) کلاشنکوف = -
							(۶) تلوار/چاقو = -
سہڑی	چوری	۱۱	-	۹	-	۱۰۳۹۹ روپے	(۱) شاٹ گن = ۱۲
"	ڈکیتی	-	-	-	-	-	(۲) رائفل = ۲
"	قتل	۹	-	۶	-	-	(۳) پستول = -
							(۴) ریوالور = -
							(۵) کلاشنکوف = -
							(۶) تلوار/چاقو = -

(س)

صحبت پور	چوری	۱۳	-	۱۸	-	۳۵۴۵۰ روپے	(۱) شاٹ گن = ۱۸

صحبت پور	ڈکیتی	۲	-	-	-	-	(۲) رائفل : ۷
〃	قتل	۷	-	۲۸	-	-	(۳) پستول : ۲
							(۴) ریوالور : ۱
							(۵) کلاشنکوف : ۲
							(۶) تلوار/چاقو : ۱

(ص)

ملغزار	چوری	۱	-	۴	-	۲۰۰۰۰ روپے	(۱) شاٹ گن : ۳
〃	ڈکیتی	-	-	-	-	-	(۲) رائفل : -
〃	قتل	-	-	-	-	-	(۳) پستول : -
							(۴) ریوالور : -
							(۵) کلاشنکوف : ۱
							(۶) تلوار/چاقو : -

مسٹر اقبال احمد کھوسہ ۔ (ضمنی سوال) جناب ملزمان تو کافی گرفتار ہوئے ہیں لیکن ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ لیکن اب تک ملزموں کو سزا نہیں ہوئی کیا ۔ ہماری عدالتیں اتنی کمزور ہیں کہ ایک سال تک بھی کسی ملزم کو سزا نہیں دے سکتی ہیں ؟ ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ! جہاں تک عدلیہ کا تعلق ہے میں عدلیہ کا احترام کرتا وہ اس معاملے کو دیکھیں گے ۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ ۔ جناب والا ! جو گوشوارہ دیا گیا ہے اس میں ایک

ملزم کو بھی سزا نہیں دی گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! ملزمان کی اور تفصیل دے دی گئی ہے ملزموں کو سزا کیوں نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادت پیش کرنے والے شہادت دینے سے گریز کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جرائم پیشہ افراد کو سزا دینے میں دقت تنگ جاتا ہے میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ ہماری عدلیہ انصاف پسند نہیں ہے۔ اس سلسلے میں عدلیہ کوئی کوتاہی نہیں کرتی ہے۔ یہ حکومت عدلیہ سے اپیل کرے گی کہ ان مقدمات کو جلد نمٹائے۔

میر چاکر خان ڈومکی۔ (ضمنی سوال) جناب والا! کیا یہ اسلحہ جو پکڑا گیا ہے اور ایف اے بی میں موجود ہے یا یہ اسلحہ فروخت ہو چکا ہے؟۔

وزیر اعلیٰ۔ جو اسلحہ ضبط ہوتا ہے یا پکڑا جاتا ہے وہ ضروری کارروائی کے بعد حکومت عوامی نمائندوں کی سفارش پر لوگوں کو دیتی ہے جو رائفلیں اور دیگر اسلحہ ضبط ہوا ہے میں نے اس کے متعلق یہ ہدایت دی ہے کہ یہ ان ایجنسیوں کو دیا جائے جو امن وامان قائم کرنے کے ذمہ دار ہیں تاکہ وہ جرائم پیشہ افراد کا مقابلہ بھی کر سکیں۔

میر چاکر خان ڈومکی۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اسلحہ مال خانے میں موجود ہے یا فروخت ہو چکا ہے۔؟

مسٹر اسپیکر۔ میر صاحب آپ اس کیلئے نیا سوال کریں۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔ جناب والا! میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ کئی ملزمان کو سزا ہوئی ہے لیکن اس سے ایوان کو باخبر نہیں رکھا گیا ہے۔ اور صحیح جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ تھانہ جھٹ پٹ میں مختلف قسم کی چوریاں ہوئی ہیں ان میں ۱۳۰ ملزمان گرفتار ہوئے ہیں۔ مال مسروقہ جو حاصل ہوا ہے اس کی تفصیل بھی دی گئی ہے اس میں ڈکیتی کے ملزمان بھی ہیں۔ وہ کسی ملزم کو جانتے ہیں کہ اسے سزا نہیں ہوئی تو کیوں نہیں ہوئی ہے اس کی وجہ بھی میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ شہادت کی عدم دستیابی ہے۔ اس میں کئی ملزمان ایسے بھی ہیں جن کو سزا دی گئی ہے تاہم اگر کسی کو سزا نہیں دی گئی تو مجھے آپ بتائیں میں دوبارہ۔ اس کے متعلق دریافت کرونگا۔

مسٹر ناصر علی بلوچ۔ جناب والا! اوستہ محمد جھٹ پٹ کیٹل فارم سے جو اسلحہ ضبط ہوا ہے یہ سب ایک ہی نوعیت کا ہے کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اسلحہ جو ناجائز پکڑا گیا ہے وہ بھی ایک ہی قسم کا بتایا گیا ہے۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔ جناب والا! پورے سال میں صرف دو مقدمات

کا فیصلہ ہوا ہے ایک اوستہ محمد کا۔ دوسرا کیٹل فارم میں قتل کا مقدمہ ہے مگر ان کو بھی جو سزا ہوئی ہے وہ بھی بتائی نہیں گئی ہے۔

وزیراعلیٰ۔ جناب والا! جو سوال کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا وزیراعلیٰ بتائیں گے کہ نصیر آباد میں کتنی چوری اور ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور ان کو کس قدر سزا ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل تو دے دی گئی ہے۔ اور جواب میں سزا کے متعلق نہیں بتایا گیا۔ جس کے لئے معذرت خواہ ہوں میں یہ انفارمیشن حاصل کر کے بعد میں آپ کو بتاؤں گا۔

اسلحہ کی تفصیل آپکے سامنے موجود ہے اس کے باوجود جہانتک سزا کا تعلق ہے کہ کس کو سزا دیگئی ہے۔ جناب والا! میں خود بھی اس میں کچھ کمی محسوس کر رہا ہوں شاید جواب دینے والا اس میں کچھ مِس کر گیا ہے۔ میں متعلقہ انفارمیشن حاصل کر کے دے دوں گا جہانتک ناجائز اسلحہ کا تعلق ہے کہ اسلحہ کیوں نہیں پکڑا گیا۔ جناب والا! ڈاکو اسلحہ کے بغیر ڈاکہ نہیں ڈالتا اور آجکل تو ہر جگہ کلاشن کوف اتنے پڑے ہوئے ہیں آپکو معلوم ہوگا کہ کوئٹہ میں شادی بیاہ کے موقعوں پر مغرب کے بعد دھڑا دھڑ کلاشن کوف چلتے ہیں۔ جس سے شہر گونج اٹھتا ہے آج کل تو بغیر کلاشن کوف کے کوئی نہیں چلتا۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔ جناب اسپیکر! میں نہیں کہتا کہ اسلحہ کے بغیر ڈاکو پکڑے گئے ہیں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ صرف دو مجرموں کو سزائیں دیگئی ہیں۔

وزیراعلیٰ۔ جناب والا! اس معزز ایوان سے کسی چیز کو پوشیدہ نہیں رکھا گیا۔ جس کو سزا دی گئی ہے یہاں بتایا گیا ہے میں آپکو بتاؤں کہ اصل بات یہ ہے کہ بعض وجوہات کے تحت ملزمان کو کیوں سزائیں نہیں دی گئی۔ بعض ایسے علاقے ہیں جہاں لوگ شہادت نہیں دیتے اس کے علاوہ ضامن اسے عدالت میں پیش نہیں کرتا۔ جب حکومت کی طرف سے دوسری کارروائی ہوتی ہے تو لوگ چھلانے لگتے ہیں کہ ضامن کو کیوں پکڑتے ہیں یہ بالکل اچھا سوال ہے۔ لہٰذا میں ایڈمنسٹریشن کو دوبارہ ہدایت کرتا ہوں کہ اسکے لئے ایسی کارکردگی ہونا چاہیئے کہ ملزمان کی شہادت ملے یا اگر یہ نہیں ہوسکتا تو ضامن کو پکڑیں۔ اور اپنی کارروائی مکمل کریں۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب یہاں تو ہم کلاشن کوف زیادہ چاقوؤں اور تلواروں کی تعداد دیکھ رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ۔ جناب والا! آج کل چاقو اور تلوار کی ایک وجہ یہ ہے کہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی آدمی واردات کرتا ہے۔ تو اسکی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہتھیار کسی اور کے پاس رکھواتا ہے یا چھپا دیتا ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ صرف چار کلاشن کوف پکڑے گئے ہیں۔

وزیراعلیٰ۔ جناب والا! چار تو نہیں پکڑے گئے۔ آپ رائفلوں شاٹ گنوں

کی تعداد بھی دیکھیں۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔ جناب اسپیکر! ہمارے علاقے میں زیادہ کلاشن نہیں آئے اس لئے نہیں پکڑے گئے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب والا! ہمیں جام صاحب کی قیادت پر فخر ہے وہ معمر کافی تجربہ کار اور لائق سیاست دان ہیں۔ لیکن اکثریت پارلیمانی گروپ سے سوال کرنے والوں کی ہے۔اس کا ہم کیا مطلب لیں؟۔

وزیر اعلیٰ۔ کیا فرمایا؟

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب والا! یہ مائیک کا قصور ہے میں نے بٹن آن کیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپکی قیادت پر فخر ہے مگر سوالوں کے جواب ادھورے ہیں .... مجھے امید ہے کہ ....

وزیر اعلیٰ۔ کوئی جواب ادھورا نہیں ہے۔معزز ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جس قدر جواب تھا ایوان میں پیش کر دیا گیا۔کوشش کی گئی ہے کہ ادھورا جواب یہاں پیش نہ کیا جائے۔ جناب والا! سوال صرف اس قدر ہے یعنی صرف یہ پوچھا گیا ہے کہ کس قدر ملزموں کو سزا دی گئی ہے دوسری بات یہ رہ گئی ہے کہ ملزموں کو ابھی تک کیوں سزا نہیں دی گئی۔

اس کا جواب نہیں آیا۔ اسکی تفصیل بھی حکام سے مانگی جائے گی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں

مسٹر اسپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔ اب سکریٹری اسمبلی اعلانات پڑھکر سنائیں گے۔

مسٹر اختر حسین خاں سیکرٹری اسمبلی پرنس یحییٰ جان صاحب کی درخواست ہے کہ گورنر صاحب چونکہ قلات جارہے ہیں، اس لئے ان کی موجودگی وہاں ضروری ہے لہذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ سردار دینار خان کرد نے اپنی درخواست میں تحریر کیا ہے کہ وہ آج کسی کام کے سلسلے میں باہر جارہے ہیں اس لئے آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہوسکتے۔ لہذا آج کی رخصت ان کے حق میں منظور کیجائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ مسٹر عبدالغفور بلوچ نے فرمایا ہے کہ وہ ضروری کام کے وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہذا ان کے حق میں رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیجائے۔

(رخصت منظور کیگئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ نواب تیمور شاہ جوگیزئی۔ وزیر صحت نے درخواست کی ہے کہ سرکاری مصروفیات کی بناء پر وہ آج قلات جا رہے ہیں لہذا اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہذا ان کے حق میں رخصت منظور کیجائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کیجائے؟

(رخصت منظور کیگئی)

تحریک استحقاق

مسٹر اسپیکر۔ آج کی کارروائی کیلئے ایک تحریک استحقاق کا نوٹس حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی صاحب کی جانب سے موصول ہوا ہے۔ میں ممبر موصوف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں یہ تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں اراکین اسمبلی کو وہ مراعات حاصل نہیں ہیں جو کسی وی آئی پی کو دی جاتی ہیں مثلاً کرایہ کی شرح ٹیلیفون اور ٹرانسپورٹ وغیرہ جس سے اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس معاملہ پر بحث کیجائے۔

مسٹر اسپیکر۔ تحریک یہ ہے کہ:۔

بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں اراکین اسمبلی کو وہ مراعات حاصل نہیں ہیں جو کسی وی آئی پی کو دی جاتی ہیں مثلاً کرایہ کی شرح ٹیلیفون اور ٹرانسپورٹ وغیرہ جس سے اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس معاملہ پر غور کیا جائے۔

محرک کچھ کہنا چاہیں گے؟

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب اسپیکر! میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ میں اسلام آباد گیا مئی کی انیس تاریخ سے لیکر

ستائیس تاریخ تک وہاں پر رہا۔ انہوں نے مجھ سے ایک سو پچاس روپے کرایہ چارج کیا۔ جبکہ وہ وی آئی پی سے سنگل روم کے پچاس روپے اور ڈبل روم کے پچھتر روپے چارج کرتے ہیں۔ البتہ عام آدمی کیلئے سنگل روم کا کرایہ ڈیڑھ سو روپے اور ڈبل روم کا کرایہ تین سو روپے ہے۔ لہٰذا میں نے ان سے پوچھا کہ پچھلی مرتبہ جب میں آیا تھا تو آپ نے مجھ سے پچاس روپے چارج کئے تھے لیکن اس مرتبہ ڈیڑھ سو روپے کیوں لے رہے ہیں انہوں نے کہا اس وقت آپ منسٹر کی حیثیت سے آئے تھے جبکہ اس دفعہ آپ ممبر صوبائی اسمبلی کی حیثیت سے آئے ہیں میں نے کہا ایم پی اے اور ایم این اے بھی وی آئی پی ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب کی اجازت سے میں نے فرنٹیئر ہاؤس سے پوچھا کہ بھائی اس بارے میں آپکے کیا رولز ہیں تو انہوں نے لکھ کر دیا کہ ہمارے ہاں یہ مسئلہ نہیں ہے خواہ کوئی منسٹر ہو یا نہ ہو بلکہ ایم پی اے۔ ایم این اے اور سینٹر کو وہی مراعات حاصل ہیں جو کسی وی آئی پی کو حاصل ہوتی ہیں۔ جناب والا! میں اس ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے ٹرانسپورٹ مانگی تو مجھے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ٹرانسپورٹ کم ہے اور منسٹرز کے پاس ہے۔ جناب والا! جب ہم وہاں جاتے ہیں تو ہمیں ٹرانسپورٹ مہیا نہیں کی جاتی ٹیلیفون چارجز اور کرایہ ڈبل چارج کیا جاتا ہے لہٰذا ایم پی اے اور ایم این اے کی حیثیت سے ہمیں ہمارے حقوق ملنے چاہئیں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب اسپیکر! مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے معزز رکن وزیر بھی رہے ہیں۔ اسکے علاوہ اچھے پارلیمنٹیرین اور اچھے سیاست دان بھی ہیں۔ ان کی پیش کی گئی تحریک استحقاق جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن جناب والا!

کسی بھی قاعدہ کے تحت ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے۔ جناب والا! ایوان میں اس تحریک استحقاق پیش کرنے کا مقصد یہ تاثر دینا ہے کہ ایم پی اے کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! رول نمبر ۱۹ کے تحت جسے خود اس معزز اسمبلی کے اراکین نے منظور کیا ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی وہ یہاں صرف تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ انہوں نے خود رولز منظور کئے ہیں۔ میں اس کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ جناب والا! اسلام آباد تو ممبر موصوف تفریح کیلئے جا سکتے ہیں بلکہ کوئی بھی آدمی تفریح کے لئے جا سکتا ہے۔ لہذا میں رول نمبر انیس آپکو پڑھ کر سنا تا ہوں۔

" A member with the previous intimation to the authorities concerned and subject to the availability of the accommoda-tion in every Circuit House, Rest House, Dak-Bunaglow, maintained by the Government or Local body under the control of the Government, on payment of the such amount, as is charged from a touring officer while on duty ".

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! جو ممبران دوران اسمبلی سیشن جاتے ہیں اس کا بھی رولز میں اندراج ہے۔ خود ممبران اسمبلی نے رولز کو ایڈاپ کیا ہے۔ اب ان رولز میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ اسلام آباد جائیں یا کہیں اور جائیں تو یہ مطالبہ بھی کریں کہ ہمیں ٹرانسپورٹ بھی ملنی چاہیئے۔ حالانکہ ممبران اسمبلی کوئٹہ میں آتے ہیں یا عوامی کام کے لئے آتے ہیں تو انہیں یہ بات رولز میں

کہیں بھی نہیں ہے کہ انہیں ٹرانسپورٹ بھی مہیا کی جائے ۔ لیکن یہ بات پھر بھی اس لئے کی گئی ہے کہ جو ممبران اسلام آباد جاتے ہیں انہیں تکلیف نہ ہو اس کے لئے بھی شرط یہ ہے کہ گاڑی وہاں پر موجود ہو ۔

جناب والا ! بات یہ ہے کہ ایک انار صد بیمار تو میں کیا کروں ؟ میں یہ تبلانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں وہی مراعات حاصل ہیں جو کوئٹہ اور ملک کے دوسرے حصوں میں مراعات دی جاتی ہیں ۔ ان مراعات کا تعین بھی خود اسمبلی کرتی ہے ۔ اور آج بھی اسمبلی کے ممبران رولز میں اپنے لئے تعین کریں کہ جب بھی ہمارے معزز ممبر پیر علی زئی صاحب اسلام آباد جائیں تو انہیں وہاں پر مرسیڈیز کار ملنی چاہیئے تو میں فوری طور پر ان کے لئے مرسیڈیز کار مہیا کروں گا ۔ یہ اسمبلی کا کام ہے جیسا کہ جناب کے علم میں ہے کہ بلوچستان ہاؤس میں چھ ڈبل بیڈ ہیں اور بارہ سنگل کمرے ہیں وہاں پر وزیر صاحبان اور آفیسران کا ہمیشہ کوئی نہ کوئی کام ہوتا ہے ۔ اور وہ سرکاری کام کے لئے وہاں جاتے ہیں ۔ ان سے سنگل کمرے کا پچاس اور ڈبل روم کا پچھتر روپے لیا جاتا ہے ۔ یہ وہی کرایہ ہے جو ٹی اے بل کے ذریعہ حکومت واپس کرتی ہے اور جب ایم این اے اور سینیٹر دوران اسمبلی سیشن وہاں قیام کرتے ہیں تو انہیں سنگل اور ڈبل روم کا کرایہ بالترتیب سو روپے اور دو سو روپے ادا کرنا پڑتا ہے تاہم جب یہی اشخاص اسمبلی اجلاس کے بعد وہاں جاتے ہیں اور قیام پذیر ہوتے ہیں تو یہی کرایہ ایک سو پچاس روپے اور تین سو روپے ہو جاتا ہے ۔

جناب والا ! تحریک استحقاق کے جو گیارہ بارہ نکات آتے ہیں ان میں سے

یہ کسی پر بھی پوری نہیں اترتی ہے اس لئے میں جناب سے گذارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق چونکہ ضابطہ کے مطابق نہیں ہے لہٰذا اسے مسترد کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ یوسف صاحب کیا آپ اپنی تحریک پر زور دینا چاہتے ہیں۔ ؟

حاجی ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا! میں اپنی تحریک استحقاق پر اس لئے زور دینا چاہتا ہوں کہ ....

مسٹر اسپیکر۔ محرک تشریف رکھیں میں اس تحریک استحقاق پر اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔ محرک نے اپنے تحریک استحقاق میں یہ نہیں بتایا ہے کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں کرایہ کی شرح اور ٹرانسپورٹ کی سہولتیں اور مراعات فلاں قانون کے تحت آتی ہیں اس صورت میں یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ ممبران کا یہ استحقاق ہے۔ اور جب استحقاق نہیں ہے تو مجروح کیسے ہوگا۔ دوسرا نکتہ قابل غور یہ ہے کہ محرک نے اپنی تحریک استحقاق میں کسی خاص تاریخ اور واقع کا ذکر نہیں کیا ہے لہٰذا یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اس تحریک کا تعلق کسی خاص واقعہ سے ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی عوامی اور فوری اہمیت کے حامل واقعہ سے ہے لہٰذا میں اسمبلی کے قواعد نمبر (ا۱) ۵۷، کے تحت خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

بجٹ پر عام بحث

مسٹر اسپیکر۔ اب سالانہ بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء پر عام بحث ہوگی اس کے لئے ہمیں دو ممبران کے نام موصول ہوئے ہیں۔ میں عبدالکریم نوشیروانی کو بجٹ پر اپنے خیالات پیش کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ آغا صاحب آپ تشریف لائیں۔

(اس موقع پر ڈپٹی اسپیکر آغا عبدالظاہر کرسی اسپیکر پر متمکن ہوئے۔)

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے معزز ایوان کے سامنے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ بارش کی وجہ سے ضلع نصیر آباد میں جو نقصانات ہوئے ہیں اس کے لئے ہم نے مرکزی حکومت سے بھی رجوع کیا ہے۔ چونکہ اس وقت وہاں کے لوگوں کو فوری امداد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جن علاقوں کو ریلیف کی ضرورت ہے ان میں چاہے نصیر آباد ہو یا کوئی اور ضلع ان میں بارش کی وجہ سے اناج یا دوسری وجوہات کی بنا پر متاثر ہوئی ہیں۔ ان کے لئے ہم نے یہ کیا ہے کہ جو عشران سے لیا جاتا تھا وہاں سے نہیں لیا جائے گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان سے آبیانہ کی رقم بھی وصول نہیں کی جائے گی۔ مزید ان سے تقاوی کی رقم اس سال کے لئے وصول کرنا ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم تمام بنکوں سے رجوع کر رہے ہیں کہ وہ ان متاثرہ علاقوں میں قرضہ جات دیں تاکہ یہ کاشتکار دوبارہ اپنی زمینوں پر کاشت کر سکیں۔ (تالیاں)

جناب والا! اس بات کا مجھے افسوس ہے کہ ان علاقوں کا کافی نقصان ہوا ہے مثلاً نصیر آباد میں اناج کا تقریباً اٹھارہ کروڑ سے پچیس کروڑ کا ان کے لئے

ہم کافی کچھ کر چکے ہیں اب فرق صرف نو کروڑ کا آتا ہے۔ یہ اناج اتنا خراب ہو گیا ہے کہ انسانوں کے کھانے کے قابل نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ پاسکو نے گندم نہیں خریدی۔ ان کے لئے جو سہولت اور امداد میں دے سکتا تھا وہ میں نے فراہم کی ہیں۔ اس کے لئے مزید ہم مرکزی حکومت سے رجوع کریں گے۔ اور وہاں جو بھی فیصلہ ہوا اس کا اعلان میں ایوان میں کرونگا (تالیاں)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب مسٹر عبدالکریم نوشیروانی سالانہ بجٹ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! معزز ایوان السلام علیکم۔ جناب والا! میں بجٹ سال ۸۷-۸۸ ۱۹ء آپ کو پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اس وقت کچھ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بجٹ جو موجودہ سال کے لئے پیش کیا گیا ہے نہایت اچھا بجٹ ہے پاکستان بننے کے بعد جتنے بھی بجٹ پیش کئے ہیں ان میں سے یہ نہایت ہی اچھا بجٹ ہے میں یہ انقلابی بجٹ پیش کرنے پر آپ مبارکباد پیش کرتا ہوں اس لئے کہ اس کو انقلابی لیڈروں نے بنایا ہے میں اس کے لئے وزیر خزانہ اور اس کے عملے کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں یہ اچھا بجٹ تیار کرنے پر میں سیکریٹری خزانہ جناب عطا جعفر اور ان کے عملے کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں انہوں نے بلوچستان کے وسائل کو مدنظر رکھ کر بجٹ بنایا ہے۔ میں اس بجٹ کو انقلابی بجٹ قرار دیتا ہوں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اسی طریقہ سے اسی کارکردگی سے اسی

حب الوطنی سے وہ بلوچستان کے ہر شعبے کو مدنظر رکھتے ہوئے بجٹ تیار کرینگے۔
اس وقت جو بلوچستان میں نمایاں کام ہوئے ہیں میں ان کا ذکر کرتا ہوں سب سے زیادہ اہمیت تعلیم کو دی گئی ہے۔ پہلے تعلیم کے میدان میں صفر کارکردگی تھی جو تعلیم کے میدان میں ان دو سالوں میں کارکردگی ہوئی ہے آپ اس بجٹ میں دیکھیں کہ تعلیم کے لئے کتنا رقوم مختص ہیں۔ اس سال نئی روشنی اسکول کھولنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہرسال کافی تعداد میں نئے اسکول کھولے جارہے ہیں پہلے ہر ڈویژن میں صرف ایک ہائی اسکول کھولا جاتا تھا۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک ہمیں صرف دو ہائی اسکول ملے تھے یعنی پہلے چالیس سالوں میں دو ہائی اسکول قائم کئے گئے تھے اب صرف ان دو سالوں میں دو ہائی اسکول ملے ہیں فرق ملاحظہ کریں گذشتہ ۴۵ سالہ کارکردگی کو اور موجودہ حکومت کی دو سالہ کارکردگی کو بھی مدنظر رکھیں۔ یہ اسکی نمایاں کارکردگی ہے۔ اس بجٹ میں ایک خاص طریقے سے منصوبہ بندی کی گئی ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے خاص کر منصوبہ بندی کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ہر ضلع کی ترقی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ آپ ضلع خاران کو دیکھیں پہلے وہاں پر ایک ضلع ہسپتال اور دو ڈسپنسریاں تھی یہ اب گیارہ بیسک ہیلتھ سنٹر ہیں اور چار ڈسپنسریاں چل رہی ہیں۔ اور کئی سب ہیلتھ سنٹر ہیں۔ صحت میں غریبوں کو علاج کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں اس سے اور بہتر کیا کارکردگی ہوگی۔

آپ سڑکوں کو دیکھیں اس وقت پانچ سڑکیں خاران ضلع میں بڑی ہیں۔ اور ان سڑکوں کی وجہ سے سینکڑوں لوگ برسر روزگار ہیں یہ حکومت عوام کی خدمت کے لئے آئی ہے یہ چور دروازے سے نہیں آئی ہے۔ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ حکومت چور دروازے سے آئی ہے یہ کابینہ اور ممبر چور دروازے

سے آئے ہیں یہ تو پہلی اسمبلی ہے جس کی دو سال کی کارکردگی آپ دیکھ رہے ہیں - اس سے پہلے ۳۵ سال کی کارکردگی بھی تو آپنے دیکھی ہوگی اب آپ فیصلہ کریں کہ کون چور دروازے سے آیا ہے ۔ ہمارے خاران میں پانچ روڈ پر سینکڑوں افراد برسر روزگار ہیں یہ موجودہ حکومت کی کارکردگی ہے اس سے بڑھ کر عوام کی کیا خدمت ہوسکتی ہے دھمکی تو آسان چیز ہے دھمکی تو ہر ایک دے سکتا ہے الزامات تو لگائے جا سکتے ہیں ۔ لیکن تعمیری کاموں کے لئے وقت لگتا ہے تخریب کاری پر کوئی وقت نہیں لگتا ہے ۔ مگر اعتراض جائز ہونا چاہیئے ۔ تنقید برائے تنقید نہیں ہونا چاہیئے -

جناب والا! اگر موجودہ حکومت کی یہ کارکردگی اور ترقی کے کاموں کی یہی رفتار رہی تو آپ دیکھیں گے کہ بلوچستان ۱۹۹۰ء تک یہ دوسرے صوبوں کے برابر آ جائے گا - ہم ان کو کام کر دکھائیں گے ۔ آپ وزیر اعظم محمد خان جونیجو کا پانچ نکاتی پروگرام دیکھیں نئی روشنی اسکولوں نے دیہاتوں میں انقلاب برپا کیا ہے یہ محمد خان جونیجو کا پانچ نکاتی پروگرام ۱۹۹۰ء تک ایٹم بم ثابت ہوگا ۔ آپ دیہاتوں میں سڑکوں کو دیکھیں ۔ بیسک ہیلتھ سینٹر کو دیکھیں ۔ واٹر سپلائی کو دیکھیں ۔ اس وقت ضلع خاران میں ۲۵ واٹر سپلائی اسکیمیں چل رہی ہیں اور ان واٹر سپلائی اسکیموں سے سینکڑوں لوگ پانی پی رہے ہیں -

جناب والا ! پانچ نکاتی پروگرام کو دیکھیں اس کے ہر نکتہ کو ایٹم بم سمجھیں ۔ اس کا سہرا جناب محمد خان جونیجو کے سر ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو سات مرلہ اسکیم ہے ان کو اس کا احساس ہوا ہے کہ اس ملک میں غریب اور نادار لوگ رہ رہے ہیں ان کے سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں ہے ۔ جو بھی اب ایک خاص عرصے سے ان پر قابض ہیں ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے ٹھیک

ہے ماضی میں غریب لوگوں کا خیال نہیں کیا گیا ہے۔ پہلے کی حکومتوں کو مزدوروں کا احساس نہیں تھا۔ لیکن موجودہ بجٹ میں ان تمام چیزوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ عوام کا اور غریب مزدوروں کا خیال رکھا گیا ہے۔

میں اس بجٹ کو انقلابی بجٹ قرار دیتا ہوں اور ساتھ امید کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت آئندہ بھی پاکستان کے عوام کا پورا خیال رکھے گی۔ اور اس کے حقوق کا تحفظ کریں گے اور ہر ضلع کا خاطر خواہ خیال رکھیں گے۔

جناب والا! بلوچستان صرف کوئٹہ شہر نہیں ہے۔ بلوچستان ایک وسیع اور عریض علاقہ ہے۔ کوئٹہ ایک بنا بنایا ہوا شہر ہے۔ ترقی یافتہ شہر ہے اگر ہم نے بلوچستان کو ترقی دینی ہے تو بولان سے اس طرف جاکر دیکھیں۔ لکپاس سے اس طرف جاکر دیکھیں جہاں لوگ ترقی کے لئے ترس رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بلوچستان کی ترقی کا ہر طرح سے خیال رکھیں گے۔

شکریہ

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ مسٹر بشیر مسیح۔

مسٹر بشیر مسیح۔ جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! میں آپکا مشکور ہوں کہ آپنے مجھے موقع دیا کہ میں اس بجٹ پر کچھ کہہ سکوں۔ میرے معزز ممبروں نے بہت کچھ کہہ دیا ہے اگرچہ میں نے بہت کچھ نوٹ کیا تھا تاہم اب میرے کہنے گنجائش نہیں۔ جناب والا! پھر بھی کچھ چیزیں آپکے سامنے عرض کرونگا۔

جناب والا! جہاں تک سات مرلہ اسکیم کا تعلق ہے۔ پہلی حکومتوں نے ردی کپڑا

اور مکان کا نعرہ لگایا لیکن وہ تو یہ کہتے کہتے فارغ ہوگئے اور چلے گئے کہ ہم غریبوں کو روٹی کپڑا اور مکان دیں گے لیکن کسی غریب اور نادار کو انہوں نے نہ روٹی نہ کپڑا اور نہ ہی مکان دیا۔ موجودہ حکومت نے سات مرلہ اسکیم کی بات کہی ہے ۔جہانتک اس اسکیم کا تعلق ہے میں عرض کرونگا کہ اسکو اس طریقہ سے چلایا جائے کہ اسمیں رشتہ داری کو مدنظر نہ رکھا جائے اور نہ ہی قومیت کو دیکھا جائے بلکہ ان غریبوں ان ناداروں کو پلاٹ دئے جائیں جو اس کا حق رکھتے ہیں اس کے ساتھ میں عرض کروں گا اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کینٹ میں کچھ فوجیوں نے میرے ان غریب مسیحی بھائیوں کو اس بری طرح سے بے دخل کیا ہے کہ ان کو کھینچ کھینچ کر گھروں سے باہر نکالا کہ آج وہ قبرستان میں پڑے ہوتے ہیں۔ آپ نے زرغون روڈ پر قبرستان دیکھا ہوگا یہ لوگ اپنے خیمے لگاکر بیٹھے ہوئے ہیں جناب اسپیکر! ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ یہ عوامی حکومت ہے اور ان ملازمین کو ملٹری والوں نے زبردستی بیدخل کیا۔ بیوہ عورتوں اور بچوں کو کھینچ کھینچ کر نکالا اور یہ لوگ قبرستان میں چلے گئے ۔اب انکو کہا گیا کہ یہاں سے بھی چلے جاؤ کل بھی اسی طرح ملٹری پولیس والے وہاں پہنچ گئے اور ان سے کہا کہ یہاں سے بھی نکل جاؤ مگر اس طرح یہ چاہتے ہیں کہ ہماری عوامی حکومت کو بدنام کریں یہ افسوس کی بات ہے۔

جناب والا! جہانتک ہماری مذہبی آزادی کا تعلق ہے ہم اس عوامی حکومت کے نہایت شکر گزار ہیں کہ ہماری حکومت نے ہمیشہ مذہبی آزادی دی ہے اور ہمارے کسی بھی فنکشن میں دخل اندازی نہیں کی اور ہمیں ہمیشہ پاکستانیوں کی حیثیت سے سمجھا ۔ جناب والا! کینٹ میں جہاں ہمارے مذہبی ادارے ہیں جہاں ہم عبادت کرتے ہیں میں بہت افسوس سے کہوں گا کہ اس عوامی حکومت کے دور میں ہم سے

ہمارا گرینڈ چرچ چھینا گیا ہے۔ جناب والا! ہم وہاں اپنی پاک کتاب مقدس کلام رکھا کرتے تھے لیکن اس جگہ انہوں نے لیٹرین بنادی ہے ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ اقلیتیں محفوظ ہیں جبکہ دوسری طرف یہ ایسا کرکے حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں میں عرض کرونگا کہ جس طرح آپنے سنا کہ بجٹ میں ملازمتوں کا فراہم کیا جانا شامل ہے۔

جناب والا! ملازمین کے تقرر کے بارے میں ایک بات آپکے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ گذشتہ ڈھائی سال سے میں ایک اے ایس آئی لگوانے کی سفارش کر رہا ہوں لیکن ابھی تک اسکو نہیں لگایا گیا جبکہ لوگوں نے ڈی ایس پی انسپکٹر اور نہ جانے کیا کچھ لگوائے لیکن ڈھائی سال سے ایک اے ایس آئی لگوانے کی سفارش کر رہا ہوں مجھے ٹرخادیا گیا ہے۔ اس کے لئے میں ڈی آئی جی کے پاس گیا دربدر ہوا لیکن بے فائدہ۔ جناب والا! ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ اقلیت ہمارا اٹوٹ انگ ہے۔ اور ملک کی مقدس امانت ہے لیکن میں صرف ایک اے ایس آئی کی تعیناتی کے لئے سفارش کر رہا ہوں۔ دربدر پھر رہا ہوں۔ جیسا میں نے کہا میں ڈی آئی جی صاحب کے پاس گیا متعلقہ افسر مجھے کہتے ہیں کہ کر دیں گے نہ معلوم وہ کب بچے کو ملازمت دیں گے۔ جب وہ جائیگا تو کہیں گے کہ تمہاری عمر بڑھ گئی ہے۔ جناب والا! یہ بات ہے۔ ایک طرف اقلیتوں کو اٹوٹ انگ کہتے ہیں لیکن ابھی تک ملازمت نہیں دیگئی۔

جناب والا! میں عرض کرونگا کہ اقلیتوں کے لئے میڈیکل اور انجنیئرنگ کالجوں میں مارشل لاء سے پہلے سیٹیں مقرر تھیں لیکن مارشل لاء نے منسوخ کر دیں۔ لہٰذا میں عوامی حکومت سے عرض کروں گا کہ میڈیکل اور انجنیئرنگ کالجوں میں اقلیتوں کے لئے کوٹہ مقرر کیا جائے۔ اسکے لئے اقلیتیں آپکی شکر گزار ہونگی۔

جناب اسپیکر! بجٹ کے صفحہ ساٹھ پر لکھا ہے کہ خواتین کیلئے ایک کروڑ پچھتر لاکھ

روپے کی رقم مختص کی گئی ہے میں آپکے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سندھ میں جہاں خواتین کے لئے رقم رکھی گئی ہے وہاں اقلیتوں کے لئے بھی کچھ رکھا گیا ہے میں جام صاحب وزیر اعلیٰ سے عرض کروں گا کہ جس طرح وہاں پر خواتین کے لئے فنڈز رکھا گیا ہے اسی طرح صوبہ بلوچستان میں بھی اقلیتوں کے لئے فنڈ رکھا جائے تاکہ وہ بھی اپنے طور پر اس رقم سے رہ سکے۔ میں جناب جونیجو صاحب کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مرکزی حکومت میں اقلیتوں کے لئے پانچ کروڑ روپے رکھے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج تک بلوچستان میں اقلیتوں کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا کیا وجہ ہے۔ ان پانچ کروڑ میں سے یہاں کی اقلیتوں میں ایک پائی بھی نہیں رکھی ؟ جناب والا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ قومی اسمبلی میں ہمارا کوئی نمائندہ نہیں ہے جو ہماری آواز وہاں پہنچائے۔ جناب والا! جناںچہ میں عرض کروں گا کہ بلوچستان کی اقلیتوں سے بھی ایک نمائندہ قومی اسمبلی میں ہونا چاہیئے اس کے ساتھ میں عرض کرونگا کہ اقلیتوں میں بلوچستان میں بھی مرکزی فنڈ سے حصہ دیا جائے۔

جناب والا! آخر میں آپکا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنے خیالات اس ایوان میں پیش کروں جہاںتک بجٹ کا تعلق ہے تو لوگ اس بجٹ سے پوری طرح مطمئن ہیں یہ متناسب بجٹ ہے خاص طور پر اس لئے کہ اس میں نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اس کے لئے بلوچستان کے عام لوگوں میں خصوصاً بات کی جاتی ہے اور عوام نے اس بجٹ کو پسند کیا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ مسٹر ارجن داس بگٹی اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب اسپیکر صاحب، معزز وزیر اعلیٰ، وزرائے کرام، معزز ممبران اسمبلی! آداب۔

آج کا موضوع پیش کردہ بجٹ برائے سال انیس سو ستاسی۔ اٹھاسی ہے سو اس حوالہ سے میں اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا کہ آئندہ سال کا بجٹ جس میں جو خاص قابل ذکر بات ہے وہ اخراجات میں اضافہ ہونے کے باوجود اسمیں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ یقیناً یہ قابل تعریف ہے آئندہ سال کا بجٹ ترقیاتی مقاصد کے لئے تقریباً ایک ارب بیانوے کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یقیناً یہ بڑی اہمیت رکھتا ہے اسمیں تعلیم اور صحت کے شعبوں میں زیادہ رقم مختص کرنا یقیناً اچھا عمل ہے جناب والا! یقیناً تعلیم کے بغیر کوئی معاشرہ سماجی، اقتصادی اور سیاسی طور پر ترقی یافتہ نہیں ہو سکتا۔ میں اس تعلیمی ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس معزز ایوان کی وساطت سے یہ ضرور کہوں گا کہ تعلیم کے فروغ کے ساتھ ساتھ معیار تعلیم کو بڑھانے کے عملی اقدامات بروئے کار لائے جائیں کیونکہ معیار بلند کئے بغیر تعلیمی افادیت کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے میں اس معزز ایوان میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ چونکہ ہمارے صوبہ بلوچستان کی نوعیت باقی صوبوں سے بالکل مختلف ہے یہاں غربت ہے اور خواندگی کی شرح بہت ہی کم ہے جناب والا! اسکو بہتر کرنے کے لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے اساتذہ کرام کو ایسے دور دراز علاقوں میں تعینات کیا جاتا ہے جہاں ان کو رہائش سہولیات میسر نہیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ میری تجویز ہے کہ ان کی جتنی بھی ضروریات ہیں ان کو باقاعدہ مہیا کرنے کے انتظامات کئے جائیں۔ جبتک ہمارا تعلیمی عمل کارآمد نہ ہوگا استاد مطمئن نہیں ہوگا وہ کبھی بھی بچوں کو اطمینان سے تعلیم نہیں دے سکتا۔ لیکن ساتھ ساتھ میں اپنی طرف سے یہ مشورہ بھی پیش کروں گا کہ تعلیم کے حصول میں بچوں کی غربت بھی حائل رہی ہے

ہے لہٰذا اگر ہم نرسری کلاسوں سے ہی بچوں کو ان کی تعلیم کی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ ابتدائی کلاسوں میں وظیفے مقرر کر دیں تو یقیناً اس سے تعلیم کے فروغ میں مدد ملے گی۔ کیونکہ ایک معیاری تعلیم کے بغیر تعلیمی افادیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ صحت کے شعبہ میں بھی ایک جامع منصوبہ بندی ناگزیر ہے۔ آئندہ تین سالوں میں پچھتر بنیادی صحت کے یونٹوں پر کام شروع کیا جاتا اور چودہ ایکسرے پلانٹ اور پندرہ ایمبولینس گاڑیاں فراہم کرنا اور دو سو تیس سے زیادہ ڈاکٹروں کو روزگار فراہم کرنا اور بولان میڈیکل کالج میں سرجری کی کلاسیں شروع کرنا اور ڈویژنل و ضلعی ہسپتالوں میں اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کی خدمات کرنا اور لیبارٹریوں کو ضروری سامان مہیا کرنا ایک اچھا عمل ہے دیگر جہاں تعلیم کے شعبے میں میں نے معیاری تعلیم کی افادیت کا ذکر کیا ہے۔ سو اس صحت کے شعبے کے حوالے سے بھی یہ ذکر کرنا ناگزیر سمجھتا ہوں کہ ایک جامع منصوبہ بندی اور خصوصی توجہ کے بغیر اور ٹھوس اقدامات ایک عام آدمی تک ممکن ہے کہ یہ افادیت نہ پہنچ سکے۔ نئے بجٹ میں زرعی ترقی کے لئے نئے اقدامات کی تجویز بھی یقیناً قابل ستائش ہے۔ زراعت جو ہمارے صوبے بلکہ پورے ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور صوبہ بلوچستان میں یقیناً زراعت کی ترقی کے زبردست امکانات موجود ہیں ان شعبہ میں پانی کا بہتر استعمال مختلف فصلوں کے لئے بہترین بیج کی فراہمی سبزیوں اور پھلوں کی ترقی کے اقدامات۔ ماڈل فارموں کے ذریعے کاشتکاری کے بہتر طریقوں کے فروغ اور زیادہ بلڈوزر مہیا کر کے زیادہ رقبہ زیر کاشت لانے کے اقدامات بھی قابل ستائش ہیں مگر اس ستائش کو عملی لحاظ سے منظر عام تک لانے کے لئے اس شعبہ میں بھی ایک جامع منصوبہ بندی اور خلوص اور محنت کی ضرورت ہے تاکہ ہر خاص اور عام زمینداروں تک بلا امتیاز یہ افادیت پہنچ پائے۔ اگلے سال

میں گوادر فش هاربر اور پسنی فش هاربر پر کام سے ماہی گیری کا شعبہ بھی یقیناً خاطر خواہ ترقی کرے گا۔ آئندہ بجٹ میں محنت کشوں کی فلاح اور بہبود کی طرف خصوصی توجہ دینے کا فیصلہ بھی اهمیت کا حامل ہے علاوہ ازیں دیہی ترقی کے لیئے لوکل کونسلوں کو چھ کروڑ روپے دینے کا فیصلہ بھی مفید ہے۔ کچی آبادیوں کو شہری سہولتیں فراہم کرنے اور سات مرلہ اسکیم کے تحت بے گھر افراد کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لیئے رقومات مختص کرنا بھی نہایت ہی اچھا عمل ہے اسی حوالے سے میرے ساتھی ممبر بشیر مسیح صاحب نے بھی ذکر کیا ہے اور میں بھی توقع رکھتا ہوں کہ ہماری اقلیت کو بھی اس سات مرلہ اور تین مرلہ اسکیم میں پورا حق دیا جائے گا۔ ان تمام اقدامات سے میں اس بجٹ کو ترقیاتی اور فلاحی بجٹ سمجھتے ہوئے بلوچستان کے وزیر خزانہ میر ہمایوں خان مری کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے ایک تھوڑا سا گلہ بھی پیش کرتا ہوں کہ ان کی ہر شعبہ کی طرف نظر مرکوز رہی ہے مگر نہ معلوم ہم اقلیت جو اسی صوبہ اور ملک کا ایک حصہ ہیں ہم ان نظر مبارک سے کیسے رہ گئے جبکہ صوبہ کی خواتین کی ترقی اور فلاح وبہبود بھی اس بجٹ میں قابل الذکر رہی ہے۔

میں آخر میں اس تقریر کے حوالے سے اس معزز ایوان کے توسط سے اپنے یہ تاثرات بھی مزید پیش کروں گا کہ اس ملک میں ہمیشہ اقلیتوں کو تحفظ ملا ہے۔ مگر حالیہ دنوں صوبہ سندھ کے بعض مقامات پر ہندوؤں کی املاک اور کاروبار کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اس طرح کے طرز عمل کی نہ اسلام میں کوئی گنجائش ہے اور نہ ایک جمہوری معاشرے میں اس کا کوئی جواز پیش کیا جا سکتا ہے۔

میر عبدالنبی جمالی۔ وزیر مال جناب والا! یہ امن وامان کا مسئلہ ہے ایک علیحدہ موضوع ہے۔ یہ بجٹ تقریر میں شاید نہیں آتا ہے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ میں اپنے معزز ایوان کو امن و امان کے بارے میں مذہب اسلام کی روایت و رواداری اور اس کی تمام خصوصیات بتا رہا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ میر صاحب وہ آپ کے مذہب اسلام کی تعریف کریں بھی مصیبت نہ کریں بھی مصیبت۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب والا! اگر بھارت میں اقلیتوں کی جان و مال محفوظ نہیں تو اس سے پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کے حقوق کی پامالی کا جواز کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے دوسرے یہ کہ بھارتی مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم روا رکھنے میں پاکستانی ہندوؤں کو کیسے مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے جبکہ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ہم پہلے پاکستانی ہیں اور بعد میں ہندو (تالیاں)

مجھے اس بات کا فخر ہے کہ پاکستان کا ہر باشندہ رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے کسی قسم کے امتیاز کے بغیر یکساں حقوق کا حامل ہے اور پھر سب سے بڑھ کر اسلامی اقدار و روایات کو مسلمانوں کو اپنے غیر مسلم ہم وطنوں کے حقوق و مفادات کا محافظ اور نگہبان قرار دیتا ہے۔

مسز فضیلہ عالیانی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! معزز رکن ایوان میں سے پڑھ کر تقریر نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ یہ اسمبلی روایات کے خلاف ہے۔ جہاں انہوں نے اقلیت کی بات کی ہے سندھ میں جو کچھ ہوا ہے وہ ان کا کہنا غلط نہیں ہے۔ اس کی بھی مذمت ہونی چاہیئے اور اس کے لئے ایک ریزولیشن پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن وہ

تقریر زبانی کریں پڑھیں نہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ مسٹر ارجن داس آپ تقریر پڑھیں گے نہیں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب جی ہاں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ معزز رکن اس وقت مسلمانوں کی اور مذہب اسلام کی تعریف کر رہے ہیں کہ ان کا رویہ اقلیتوں کے ساتھ کیسا ہے۔ اور کتنا اچھا رویہ ہے۔ اگر آپکو یہ بات پسند نہیں ہے تو میں ان کو روک دیتا ہوں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ شکریہ جناب بڑی مہربانی۔

جناب والا! کسی مسلمان کے ہاتھوں کسی غیر مسلم کی املاک کا یا کاروبار یا عبادت گاہ کو نقصان پہنچانے کا تو یقیناً میرا خیال ہے کہ اسلام میں سرے سے کوئی تصور ہی موجود نہیں ہے۔ آزادی کے چالیس سال کے عرصہ میں پاکستانی مسلمانوں کا عمل اور کردار ان اسلامی احکامات کی پابندی کا ایک شاندار اور قابل فخر نمونہ پیش کرتا ہے۔ میں ان روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو کچھ بھارت میں اپنی اقلیتوں کے ساتھ ہوا ہے اس کی مذمت کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی اقلیتوں کو پورا پورا تحفظ فراہم کرے اور اپنی اسلامی روایات کو زندہ اور تابندہ رکھے۔ میں آپ جناب کے توسط سے آخر میں انتظامیہ کی توجہ گراں فروشوں کی ہٹ دھرمی پر بھی مبذول کراؤنگا کہ بجٹ سے پہلے پیدا ہونے والی مہنگا قابل توجہ ہے۔ چار جون کے بجٹ کو عوام نے مسترد کر دیا اب نظر ثانی شدہ بجٹ کی افادیت کو بروئے کار لانے کے لیے مہنگائی

پر کنٹرول کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ میں وزیراعظم محمد خان جونیجو کے اس اعلان کو بھی قابل ستائش سمجھتا ہوں اور اس کا خیر مقدم کرتا ہوں جس میں انہوں نے سرکاری بڑی اور قیمتی گاڑیوں کے شاہانہ استعمال کو روکنے کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ سرکاری گاڑیوں کی دیکھ بھال اکثر کوئی نہیں کرتا اور کروڑوں روپے کا بوجھ سرکاری خزانہ پر پڑتا ہے۔ اس پر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ والسلام۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ معززہ اراکین اسمبلی جنہوں نے اپنا نام بجٹ تقریر کے لئے لکھایا تھا ان کے علاوہ اگر کوئی رکن اس وقت تقریر کرنا چاہتے ہوں تو کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں کسی کو نہ شوق ہے نہ ارادہ۔ لہٰذا اجلاس کی کارروائی ۲۱ جون ۱۹۸۷ء بوقت صبح دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(قبل دوپہر گیارہ بجکر پینتالیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۲۱ جون ۱۹۸۷ء کی صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا)

(گورنمنٹ پریس بلوچستان کوئٹہ ۲۹۴-۴-۸۸ تعداد ۱۷۵)